تین کتابوں پر مشتمل

قرآن مقدس
بخاری محدث
پر عدالتی فیصلہ

تصنیف

امام انقلاب علامہ احمد سعید خاں ملتانیؒ

شائع کردہ

ابوسفیان غلام اللہ خاں

مہتمم جامعہ محمدیہ انوار القرآن کلروالی روڈ ڈمروالہ

تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ

0302-7325005

SECOND EDITION, RANA AMMAR MAZHAR

SECOND EDITION, RANA AMMAR MAZHAR

عاشق رسول ﷺ علامہ احمد سعید خان ملتانی

کا عدالت میں بیان و چیلنج

مسمی احمد سعید خان ملتانی ولد خدا بخش قوم بلوچ ساکن کبیر والہ محلہ طارق آباد کگڑ ہٹہ روڈ ضلع خانیوال کا رہائشی ہوں اور میری عمر تقریباً 74 سال ہے میں نے اپنی عمر کے بیشتر حصہ میں عرصہ تقریباً ``25/26 سال تک مختلف جید علماء کرام شیخ القرآن علامہ غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث جناب شمس الدین رحمۃ اللہ اور حضرت علامہ سلطان احمد صاحب رحمۃ اللہ سابق مدرس دیوبند سے تعلیم حاصل کی ہے اور پھر میں 34/35 سال سے تا حال جامعہ محمدیہ احیاء السنۃ کبیر والہ شہر ضلع خانیوال میں دینی تعلیم کو فروغ دے رہا ہوں اور آج تک میرے زیر تعلیم سینکڑوں طلباء تعلیم حاصل کرنے کے بعد دینی تعلیم کو فروغ دے رہے ہیں یہ کہ میں نبی کریم ﷺ کو آخری نبی و رسول ﷺ برحق مانتا ہوں اور میں رسول محترم ﷺ کی ذات گرامی قدر کی شان کے خلاف لکھنے پڑھنے اور بولنے سننے کی جسارت نہ کر سکتا ہوں۔ میں جو کتاب قرآن مقدس و بخاری محدث تحریر کی ہے اس میں درج آیات قرآن پاک سے اور احادیث کے حوالہ جات صحیح بخاری سے حاصل کئے ہیں یہ کہ میں نے کتاب مذکورہ کی اشاعت سے قبل ملک بھر کے جید علماء کرام و مفتیان کرام کو اس کا مضمون پڑھایا تھا اور میں نے کتاب کی اشاعت صرف اور صرف شان رسالت مآب ﷺ کے دفاع کے نظریہ سے چھپوائی ہے اس میں قطعاً میرا نظریہ شان رسالت مآب ﷺ کے خلاف نہ تھا اور نہ ہے۔ میں نے جو کتاب لکھی ہے اس میں تمام تر حوالہ جات بخاری سے حاصل کر کے تحریر کیے ہیں اور میں آج بھی نبی پاک ﷺ کی ذات پاک کی شان کے دفاع میں لکھی گئی اپنی کتاب پر ہر قسم کا مناظرہ کرنے کو تیار ہوں یہ کہ چند شرپسند عناصر نے من مظہر کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی غرض سے جھوٹی کہانی بنا کر مقدمہ درج کروایا ہے میں حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کا سوچ بھی نہیں سکتا میں بے گناہ ہوں میرے ساتھ انصاف فرمایا جائے جو میں نے بیان دیا ہے درست ہے۔ مورخہ 7.5.2008

دستخط احمد سعید عفی عنہ

قرآن مقدس

اور

بخاری محدث

تصنیف

شیخ التفسیر والحدیث امام انقلاب حضرت
علامہ احمد سعید خان ملتانی صاحب

ناشر
مولانا محمد منظور معاویہ
خادم مرکزی اشاعت التوحید والسنۃ

جامع مسجد علی کاشف پارک عقب گورنمنٹ ہائی سکول کھیالی بائی پاس گوجرانوالہ 0306-6659390

قرآن مقدس

اور

بخاری محدث

شیخ التفسیر والحدیث
امام انقلاب حضرت
علامہ احمد سعید خان ملتانی صاحب

ناشر
مولانا محمد منظور معاویہ خادم مرکزی اشاعت التوحید والسنۃ

جامع مسجد علیؓ کاشف پارک عقب گورنمنٹ ہائی سکول کھیالی بائی پاس گوجرانوالہ 0306-6659390

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:: قرآنِ مقدس اور بخاری محدث

تصنیف:: شاگرد شیخ القرآن محقق العصر امام انقلاب

علامہ احمد سعید خان ملتانی

بانی مرکزی اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

کمپوزنگ:: m:m:m کمپوزنگ سنٹر جامع مسجد علیؓ عقب گورنمنٹ

ہائی اسکول کھیالی بائی پاس گوجرانوالہ "03066659390"

قیمت: 100= روپے

الٰہی بخش:: ڈرائیور علامہ صاحب

☆ جامعہ محمدیہ احیاء السنۃ ککڑ ہٹہ روڈ کبیر والہ

☆ جامعہ معاویہ نور القرآن عقب گورنمنٹ ہائی اسکول کاشف پارک کھیالی بائی پاس

گوجرانوالہ 0554291890,03066659390

مقدمہ ا تا ۱۰......ا تا ۱۲
رسول اللہ کی توہین...... 13
نبی کو خیال کا مریض بنانا......17
رب کی توہین......106,19,
رب کا ہاتھ سے روٹی بنانا......21
حضرت حوا کی توہین......22
ابوطالب کی شفاعت......25
متعہ حلال ہے......27
نبی کے ذمے قرآن کی مخالفت......30
رسول اللہ پر جھوٹ......31
قرآن سے نکاح......33
کتے کا جوٹھا پانی......34
نجس کپڑوں میں نماز......45
صحابہؓ پر نفاق کا فتویٰ......37
نبی سے سوال......۹۳
دو قبروں پر گزرنا......41
جنبی تلاوت قرآن کرسکتا ہے......42
مردوں کا سننا......44
مردہ بولتا ہے......47
صحابہؓ پر بدعت کا فتوی......66,51,

فہرست عناوین

عورت کی دبرزنی......52
نبیؐ پر افتراء......56
نبی کی توہین......57
حجرہ عائشہؓ کی توہین......59
ابراہیمؑ پر تہمت......62
نبیؐ پر جھوٹ......64,73
عیاش عورت سے نکاح کی کوشش کرنا......72
صحابہؓ پر ارتداد کا فتوی......75
سات قرآن......78
پیغمبر کا چیونٹیوں کو جلانا......81
فاتحہ خلف الامام......86 تا 95
بخاری کی خیانت یا بھول چوک......96
سورت اخلاص کی درگت......99
آمین بالجھر......107
نبیؐ کا نماز میں پیچھے دیکھنا......109
خاتمہ......114
جماعت کا تعارف......116
بخاری شیعہ کے مذہب پر......46
ابراہیمؑ اور نبیؐ پر بہتان......49

بسم اللہ الرحمان الرحیم

﴿ ۱ ﴾

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری عفی عنہ سے متعلق بعض محدثین متأخرین کی تحریرات میں لکھا دیکھا کہ وہ امام الدنیا، امیر المحدثین، شیخ الاسلام حجۃ اللہ علی الارض ہیں....

پھر انکی کتاب **الصحیح البخاری** سے متعلق کہ وہ اصح الکتب پھر اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لقب اور نام کے عاشق ہمارے ایسے نااہل بھی عالم مستی میں **امام بخاری** کے خوشہ چینوں میں سے تھے۔ اسی ولولہ عشق میں ڈوبتے ہوئے بخاری کا مطالعہ ذرا امعان نظری سے شروع کیا تو یہ بھی نظر آیا کہ بخاری صاحب نے اپنے اساتذہ کے دس سلسلہ اسناد میں یہ طرح بھی لگادی کہ اپنے اساتذہ کے استاذ حدیث **امام اعظم** استاذ الاساتذہ سراج الامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشینگوئی تابعی صغیر **امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ** کے متعلق یہ لکھ دیا کہ یہ مسلمانوں سے دھوکہ فراڈ کرنیوالا تھا،، **یقول ھذالخداع بین المسلمین**،، تو اچانک خیال آیا کہ محدث دار قطنیؒ وغیرہ کے ذہن رسا بیان میں واقعیت ہے.. کہ بخاری ضعیف فی الحدیث اور متعصب ہے کہ اس

نے اپنے شیخ المشائخ کو بھی معاف نہیں کیا تو دوسروں کے ساتھ کیا رواداری برتیں گے...

امام ذیلعیؒ اور امام اوزاعیؒ جیسے جلیل القدر محدث اور فقیہ جن کے متعلق فرمائیں کہ ،،**الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفه**،، ایسے نقاد محدث اور امام کو جو بد لقبی کے ساتھ ذکر کرتا ہے..رحمۃ اللہ علیہ تو رہا درکنار..عفی عنہ تک جس نے پسند نہیں کیا کہ لکھ دے یہ تعصب نہیں تو کیا ہوگا؟.

﴿۲﴾

غالباً امام بخاری کو تعصب نے ہی اپنے اساتذہ اور شاگردوں سے الگ اور اکیلا کردیا ہے اپنی کتاب میں کہتے ہیں ،،**حدثنا الحمیدی**،، لیکن خود حمیدیؒ رفع یدین میں اسی طرح ترمذیؒ دارمیؒ وغیرھم سب بخاری کے مخالف ہیں وہ کون سی وبا ہے جس نے امام بخاری کو اپنے اساتذہ اور مشائخ اور شاگردوں سے الگ کردیا ہے..یہی طرفداری کا تعصب ہی ہے جسکی وجہ سے اخبار احاد کو فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں ذکر فرماتے ہیں ،،**قد تواتر الخبر عن رسول الله**،، حالانکہ روایت میں تواتر نام کا کوئی درجہ تک ثابت نہیں ہوسکا...

بہر کیف امام موصوف کے فضائل وکمالات کے اعتراف کے باوجود افسوس

سے کہنا پڑتا ہے کہ فقہی یا مسلکی تعصب سے بالاتر ہو کر امام صاحب اگر کتاب لکھتے ...تو چشم ما روشن دِل ماشاد...

لیکن بر عیب ھا نظر مکن بے عیب ذات کبریاء

بڑوں بڑوں سے ممکن ہوتا چلا آیا ہے ،،**الطیس یغار علی الطیس** ،، کے تحت اچھائی بہر حال اچھائی ہوتی ہے..

اقوال پر اگر دین کی مدار ہوتی تو ہم سب سے اول درجہ کے پرستار ہوتے لیکن ،،**اعرف الرجال للحق لا الحق باالرجال** ،، کے توسط سے امام بخاری کی کتاب کو میزان حق یعنی قرآن مقدس کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری ہو گیا......

﴿۳﴾

حق و باطل کا معیار قلت و کثرت نہیں ہوتا..قوۃ وضعف پر ہوتا ہے اگر دیکھا جائے کہ امام بخاری کی کتاب صحیح بخاری پر کتنے قوی اور زوردار اعتراض ہیں اور بخاری میں کتنی زبردست غلطیاں ہیں...قرآن مقدس کے خلاف کتنے ریمارکس ہیں...عزت وحثیت نبویہ پر کتنے اہانت آمیز فقرے ہیں... اصحاب النبی ﷺ پر کس قدر بہتانات ہیں...تو پھر بخاری صاحب کی کتاب

اصح الکتب کی بجائے صحیح الکتب بھی نہیں کہی جاسکتی جیسا کہ ناظرین دیکھیں گے...

جس طرح کثرت کیساتھ امام بخاری کی روایات ہیں.. اتنی ہی کثرت کیساتھ انکی روایات قرآن کے خلاف واقع ہوئی ہیں... دوسرے محدثین کی ہزاروں غلطیوں پر بھی ایک غلطی امام بخاری کی بھاری ہے.

اسلئے ہم مطلقاً غلطیوں کی بات نہیں کرر ہے بلکہ قرآن کے تناظر میں بخاری کی روایات میں غلطیاں بہت بڑی قبیح غلطیاں ہیں.. ان اغلاط کے ہوتے ہوئے بخاری کو اصح الکتب کہنا صرف سینہ زوری اور تحکم ہی ہوگا... امام بخاری جس طرح سب سے بڑا اور سرتاج محدثین ہے انکی غلطی بھی ہوگی تو تمام غلطیوں کی سرتاج ہوگی...

مثلاً امام بخاری کی روایت کیمطابق آپ ﷺ نعوذ باللہ تین مرتبہ خودکشی کرنے پر تیار ہو گئے اگر جبریل دلاسہ نہ دیتے تو آپ ﷺ خودکشی کر لیتے.. اب دیکھو ایسی غلطی کسی دوسرے محدث نے کی ہے انکی ہزارہا غلطیوں پر بھی انکی ایک غلطی ہی بھاری ہے...

حب الشي يعميه،، محبت خود اندھی ہوتی ہے انسان کو اندھا کر دیتی

ہے بعض حضرات کو امام بخاری کی محبت نے اتنا اندھا کر دیا ہے کہ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ **اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری ھو الصحیح البخاری**،، حالانکہ ایسا فقرہ جوڑتے ہوئے نہ انہوں نے ذات باری کی پرواہ کی اور نہ کلام اللہ القرآن کو درخور اعتناء سمجھا... انکو علم ہونا چاہیئے تھا کہ جس طرح اللہ کا بعد کوئی نہیں اسی طرح کتاب اللہ کا بعد بھی کوئی نہیں جس طرح،، **ھو الاول ھو الاخر**، ذات باری ہے اسی طرح اسکی کلام بھی آخری بات اور بھاری ہے جب قرآن کے بعد کوئی درجہ ہے بھی نہیں تو پھر بعد کتاب اللہ کا کیا مقصد... رہی حدیث رسول اللہ ﷺ کہ وہ خود قرآن کی تشریح ہونے کے لحاظ سے خود قرآن ہی ہے....

کلام رسول ہونے کے فرق کیساتھ حدیث میں قرآن ہی کا مفہوم ہے کوئی الگ درجہ نہیں رکھتی،، **فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ**،، پر انکی نظر ہوتی تو یوں نہ کہتے اسلیئے یہ فقرہ بھی بے علموں کا ملتا ہے،، بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر،، حالانکہ اللہ کی بزرگی کی انتہا نہیں تا کہ کسی اور بزرگ کا دوسرا نمبر ہو بحالیکہ اللہ نے خود فرمایا، **بَعْدَ اللّٰهِ وَ آيَاتِهٖ ؟** جب اللہ اور اسکی آیات کا آخر ختم ہی نہیں ہوتا تو پھر اسکے بعد کا کیا معنیٰ؟

﴿5﴾

امام بخاری کی کتاب الصحیح البخاری اپنی مثال آپ تھی.. کاش کہ موت انکو اپنی کتاب پر نظر ثانی کا موقعہ دیتی اور کاش کہ جن روات پر انکو اعتماد تھا وہ واقع میں بھی ویسے ہی ہوتے لیکن کیا کہا جائے کہ اتنے بڑے جلیل القدر محدث بخاری نے خزف ریزے کی چھانٹ کانٹ سے پہلے ہی دنیا سے روانگی کا کوچ باندھ لیا..اور کتاب میں لعنتی راویوں کی بھرمار ہوگئی،، کئی مدلس مدسس کتاب میں گھس گئے اور انہوں نے اپنی باطنی کینہ وری کے ذریعہ کتاب کی اہمیت ختم کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا.زہری جیسے کینہ ور اور بات کا بتنگڑ بنانے والوں نے کتاب کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا...خود امام بخاری نے جتنا زور روایات کے جمع کرنے پر لگایا اس قدر قرآن کے مفہوم میں بصیرت حاصل کرنے کی سعی مشکور نہ فرمائی...اس میں کوئی شک نہیں کہ امام بخاری نے حسن نیت کیساتھ کتاب لکھی امت پر بار احسان کر ڈالا..لیکن حسن نیت کیساتھ بصیرت قرآن ہونا لازمی تھا جسکے لئے وقت نے آپ کا ساتھ نہ دیا اور لعنتی راویوں نے اسڑ گھسڑ کر کے کتاب کی قدر و قیمت گھٹا کے رکھ دی....

یہی وجہ ہے کہ کتاب میں باطل قسم کی روایات کی بھرمار ہے...

موقوفات..منقطعات...مرسلات..اور اقوال رجال وغیرہ کا کتاب میں

طوفان وطومار ہے... اللہ معاف کرے..

﴿٦﴾

امام بخاری کی حسن نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا کتاب شاہد ہے کہ آپ نے دروس العلم کے خطرہ کے پیش نظر اور فرض منصبی سمجھتے ہوئے کتاب لکھی لیکن انکی دانست میں جو راوی بے داغ تھے.. شومیٔ قسمت کہ انکو جھنجھوڑ نہ سکے وہ اپنی منافقانہ روش کے ساتھ آپکو صاف نظر آئے اسی لحاظ سے کتاب بخاری اس لائق ہوگئی کہ ،،مالا یوخذ کله لا یترک کله،،کے پیش نظر قرآن پر روایات کا پرکھنا ضروری ہو جاتا ہے اور

،،خذ ما صفا دع ما قدر،،کے مسلمہ کیساتھ روایات کو قبول بھی کیا جا سکتا ہے.. ہاں یہ کہنا کہ جس روایت کو امام بخاری پاس کر دیں بس وہ پل سے پار ہوگئی یہ صریح غلط ہے بخاری کتاب خود بھی اس مفروضہ سے اپنی برائت کر رہی ہے جس میں قرآن کے خلاف اور خود صاحب حدیث ﷺ کی حیثیت نبویہ عرفیہ کیخلاف... اصحاب رسول ﷺ کے خلاف کافی مواد بھر دیا گیا ہے...

امام بخاری کی عظمت شان اپنی جگہ مسلم ہے مگر عزت رسول ﷺ پر لاکھوں بخاری قربان کیے جا سکتے ہیں... **ذب عن القرآن،ذب عن الرسول،ذب عن الاصحاب**،ہی کیلئے ہم نے یہ کچھ تحلیل کی ہے..

ہم امام بخاری پر یہی الزام لگا سکتے ہیں کہ انہوں نے رواۃ کی بات کو قرآن پر پرکھنے کی کوشش بہت ہی کم فرمائی ہے...

۷

جو لوگ بخاری کتاب حدیث کو قرآن پر مقدم سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بخاری کے بغیر قرآن سمجھ نہیں آتا.. یا وہ لوگ جو کلی طور پر بخاری شریف کو صحیح اور بے غبار جانتے ہیں وہ یا تو قرآن مقدس پر ایمان نہیں رکھتے اور یا پھر اتنے اجہل ہیں جو،، **لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ہم الا یظنون**،، کا مصداق ہیں ورنہ قرآن کتاب اللہ لاریب ہونیکے ساتھ **مہیمن** یعنی تمام آسمانی کتابوں پر بھی کنٹرول کرنیوالی ہے زمینی کتابوں کا کیا مقام کہ قرآن کو اپنے پیچھے لگالے یا اس سے مقدم ہو اسلیئے اپنے ظاہر الفاظ کے لحاظ سے یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ،، **السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ**،، بلکہ ہونا تو چاہئیے تھا،، **القرآن قاض علی سنۃ رسول اللہ**،، لہٰذا احناف کو تو فرمودۂ امام اعظم ہی کافی ہے،، **اعرضوہ علی کتاب اللہ**،، رہے دوسرے لوگ تو انکو ایمان بالقرآن پر نظر ثانی کرنا چاہئیے... اگر بعض آیات حدیث کے بغیر سمجھ نہیں آتیں تو بعض احادیث قرآن کے بغیر بھی سمجھ نہیں آتیں جیسے،،، **ما انا علیہ**

واصحابی،، کا مفہوم کلی قرآن کے بغیر قطعاً سمجھ نہیں آتا... نیز بعض آیات کا حدیث سے سمجھ آنا حدیث سے مقدم ہونیکی تو دلیل نہیں ..الٹا یہ بات سمجھ آئیگی کہ قرآن کا متن موجود نہ ہو تو حدیث کا وجود بھی نہیں ہوگا.... پہلے قرآن ہوگا تو تب حدیث کا وجود مانا جائیگا لہٰذا اعتبار میں قرآن ہی مقدم ہوگا....

۸

امام بخاری نے جب اپنی کتاب کا نام رکھا،، **الجامع المسند الصحیح،،** تو پھر انکی کتاب میں باطل روایات.. غیر مسند غیر صحیح.. موقوفات.. منقطعات... مرسلات وغیرہ روایات کیوں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ناظرین دیکھ لیں گے... کیا یہ کہا جائے کہ امام بخاری کے اندر راویوں کے چھانٹنے کی بصیرت نہ تھی جبکہ یہ تو قطعاً غیر مناسب ہے اور یا یہی کہا جائے کہ بخاری کے پسماندگان تلامذہ کی تحقیق غلط ہے یہ بھی برمحل معلوم نہیں ہوتا... یا پھر یہی کہا جائے کہ بعض راوی جو رافضی شیعہ تھے انہوں نے تقیہ کر کے بخاری کو اپنے اعتماد میں لے لیا.. یا پھر یہ کہا جائے کہ امام بخاری کے تیار کردہ مسودہ میں لعنتی راویوں نے دسیسہ کاری کی اور انہی کی دلفریب کاٹا گری نے یہ گل کھلائے اور امام بخاری کی کتاب میں تخریب کاری کی...

جو صورت بھی ہو بہر حال یہ کہنا پڑتا ہے کہ بخاری کی روایات کو انفرادی طور پر

ماننا بہت مشکل ہے جب تک دوسرے محدث روایت کی تصدیق نہ کریں صرف اکیلے امام بخاری کی روایت کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بہت مشکل ہوگا...

بہرکیف لعنتی راوی امام بخاری کیلئے مار آستین ثابت ہوئے اور آپ کی سعی مبارک کو نامبارک بنانے میں پوری محنت کر گئے اور ایک جلیل القدر اور امین محدث کبیر کی دیانت کو بٹہ لگا گئے،، **فلعنة الله على المدلّسين،،**

﴿9﴾

ہم نے حسبة لله بتوفیق الله صرف اور صرف ذب عن القرآن، اور ذب عن الرسول کیلئے یہ پہاڑ سر پر رکھ لیا ہے بصد تاسف کہنا پڑتا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد کہلوا کر امام صاحب کے نام پر تجوریاں بھر رہے ہیں وہ بھی کہنے لگے ہیں کہ دیکھو جی احمد سعید نے اب امام بخاری پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دئے ہیں حالانکہ بخاری کا اکثر حصہ احناف رحؒ کے صریح خلاف واقع ہوا ہے پھر بھی اپنے آپ کو حنفی کہلانے والے بخاری شریف کا ختم شریف پڑتے ہیں... وبا و طاعون میں بخاری کا ورد پڑتے ہیں اور پھر امام مرضی عنہ کا نام تک نہیں لیتے اور،، **اذالم تستحيي**

فاصنع ما شئت،، کے مصداق گلہ شکوہ بھی ہمارے خلاف کرتے ہیں۔

دراصل ان مریضان قلب کا روگ اور ہے وہ یہ کہ امام بخاری نے صریحاً قرآن کی نص قطعی کیخلاف مردہ کے جنازہ پر بولنے اور مردہ کے سننے کی جھوٹی روایت پیش کی ہے اور وہ سوءِ اتفاق سے ہمارے خلافِ مذہب ہے اور ان حنفی کرم فرماؤں کے نجس عقیدہ کے مطابق ہے... حالانکہ امام اعظمؒ خود سماع وکلام میت کے قائل نہ ہیں .. بس فساد فی سبیل اللہ کی خاطر یہ لوگ امام بخاری کا رٹہ لگاتے ہیں تا کہ ان کا مخالف بدنام ہی ہو رہے..

بحالیکہ امام اعظمؒ کے اصول کیمطابق وہ روایات،، **لم یثبت بمعناہ**، ہیں جیسا کہ شامی میں موجود ہے...

امام اعظمؒ کے مذہب کے دشمن خود ہیں اور ہم خدامِ ابی حنیفہؒ کو منکر حدیث کہہ کر بدنام کرتے ہیں ...

﴿١٠﴾

کوئی محدث اور فقیہ ایسا نہیں جو تلمذاً،، قراءۃً،، سماعاً امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد نہ ہو اور کوئی محدث اور امام مجتہد ایسا نہیں پایا گیا جو امام اعظمؒ کو تابعی صغیر نہ کہتا ہو اور کوئی شعبہءِ اجتہاد ایسا نہیں جس میں امام اعظمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ کے نقش قدم کیخلاف اور اصولِ عائشہ صدیقہؓ کے خلاف کیا ہو... سب سے زیادہ

فضیلت امام صاحب کی یہ تھی کہ قرآن میں غوطہ زن رہ کر ہر وہ روایت جو قرآن کے خلاف ہوتی اسکو کاٹ کر رکھ دیتے تھے یہی طرز اُمّنا صدیقہ طاہرہ رضؓ کا تھا جس نے بستر رسالت پر بیٹھ کر سبقاً قرآن پڑھا تھا یہی وجہ ہے کہ امام صاحبؒ سے زیادہ مقدار میں روایات مروی نہ ہوئیں کیونکہ آپ کے سامنے کھرے کھوٹے کی پہچان کی کسوٹی قرآن پاک تھا... چنانچہ جس محدث کی نظر صرف جمع روایات پر تھی انکی کتب میں قرآنی بصیرت بہت ہی کم ہے اسی وجہ سے انکی روایات اکثر قرآن سے ٹکراتی ہیں..

بہر کیف امام صاحب کی قرآن پر نظر عمیق تھی کیونکہ ہر علم کی میزان قرآن ہی تھا... ہم خدام نا اہل ہونے کے باوجود نقال ہیں تو انہی اسلاف کے طرز کے نقال ہیں.. قرآن کے ظاہر بیان کیخلاف قطعاً کوئی روایت قابل قبول نہیں ہے ..

امام بخاری چونکہ روایت کے پرستار تھے قرآنی بصیرت سے خالی آدمی امام اعظمؒ کو خداع نہ کہے تو اور کیا کہے... **فالی اللہ المشتکی وبا اللہ التوفیق والیہ المرجع والمآب**،...

﴿۱﴾ قرآن مقدس

جو شخص خودکشی کرتا ہے وہ کفر پر مرتا ہے کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر مرتا

ہے اگر اللہ کی رحمت کو پیش نظر رکھتا تو قطعا خودکشی نہ کرتا اسی وجہ سے اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی تمنا رکھنے والے کو پسند نہ کیا اور تمنا موت کرنے سے منع فرمادیا اور قرآن مقدس نے صاف فرمادیا ،،**لَا تَايْئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ**،،**(یوسف آیت نمبر ۸۷)**

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوا کرو کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونیوالا کافر ہی ہوتا ہے مرجانے کی آرزو رکھنے والا خواہ دنیاوی تکلیف کیوجہ سے ہو خواہ دینی تکلیف کیوجہ سے..بحرحال ایماندار آدمی یہ تو کہہ سکتا ہے کہ اے اللہ،،**اذا اردت بقوم فتنة فافيضني اليک**،،

لیکن اپنے اختیار سے اپنے آپکو ماردینیوالا شخص قطعاً مسلمان ہوکر نہیں مرتا

بخاری محدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

امام بخاری اپنے امام زہری کے ذریعے فترۃ الوحی کا یوں نقشہ کھینچتے ہیں کہ وحی نہ آنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ملال میں آئے کہ کئی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم خودکشی کرنے پر تیار ہو گئے اگر جبریل ؑ آکر دلاسہ نہ دیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حق سچ کے رسول ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خودکشی کرنے پر کئی بار تیار ہو گئے تھے...

مرارا کی یتردی من رؤوس شواھق الجبال فکلما

اوفی بزروة جبل لکی یلقی نفسه منه تبدی له جبریل فقال یا محمد انک رسول الله حقاً فیسکن لذالک جاشه و تقر نفسه فیرجع فاذا طالت علیه فترة الوحی غد المثل ذالک،، الخ

1870 حدیث جلد سوم
1060

﴿بخاری ۱۰۳۳ کتاب التعبیر باب اول﴾

یہ ہے امام بخاری اور انکے معتمد علیہ استاذ امام زہری کا مذہب جو بڑی خوشی کے ساتھ امام بخاری نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے بار بار آپ ﷺ سے کفر کی تیاری کرواتے ہیں (معاذ اللہ) نہ بخاری کو قرآن کا علم نہ انکے امام زہری کو علم، نہ امام بخاری کو آپ ﷺ کی حیثیت نبویہ کا پاس نہ زہری ایسے بکواسی آدمی کو!

دونوں نے ملکر آپ ﷺ سے کئی بار کفر پر مرنے کی تیاری کروائی

(اعاذنا اللہ)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ اپنی کتاب الجامع المسند الصحیح کا مؤلف امام بخاری جس نے جھانسہ تو دیا تھا کہ میری کتاب مسند ہے لیکن زہری ایسے بکواسی کی مرسل روایت کو اور وہ بھی رسول اللہ کی پاک طینت پر خودکشی کرنے کا حملہ کر رہی ہے یہ کس طرح باور کیا جائے کہ انکے دل میں قرآن اور حامل

قرآن کی کس قدر اہمیت ہے.....

روایت جمع کرنے کے شوق میں بخاری نے یہ بھی نہ سوچا کہ جس پاک شخصیت کے ناموس کی خاطر احادیث جمع کر رہا ہوں اسی کی توہین اور حدیث بھی بیان کر رہا ہوں کیا توہین نبوت کرنے والی روایت کو بھی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیا جاتا ہے؟

کیا یہی ایک بکواس ہزارہا دیگر بکواسات پر بھاری نہیں ہے؟

کیا اصح الکتب وہی کتاب ہوتی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خودکشی کرنے کا عزم صمیم پایا جائے؟ کیا ایسا آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہلوانے کا حق بھی رکھتا ہے؟ کیا یہ امام بخاری کا تدین ہے یا لعنتی راویوں کی کاٹا گری ہے؟ کیا امام بخاری اس جرم سے بری ہو سکتے ہیں؟ اگر لعنتی راویوں نے یہ بکواس تیار کیا ہے تو امام بخاری اتنا بے بصیرت تھا کہ انکو کچھ بھی نہ سوجھا کہ میں اس خرافت کو کیسے درج کتاب کر رہا ہوں؟

﴿۲﴾ قرآن مقدس

قرآن مقدس کا بیان ہے کہ جادو شرک و کفر ہے اور افک ہے اسکی کوئی حقیقت نہیں باطل ہے اسکی شرک کی طرح کوئی اصل نہیں امام اعظم رحمہ اللہ نے قرآن ہی کے مطابق کہا، **لا حقیقۃ للسحر**، اللہ نے فرمایا

،،لَا یُفۡلِحُ السّٰاحِرُ حَیۡثُ اَتٰی،، اور فرمایا،،لَا یُفۡلِحُ السّٰحِرُوۡنَ،،

جادوگر جس حیثیت سے بھی حق کے مقابلہ میں آئے ناکام ہی ہوگا عام مومن مخلص پر بھی جادو اور شرک کا اثر نہیں ہوسکتا خود شیطان نے بھی اقرار کیا کہ،،اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡھُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ،، تیرے مخلص بندوں پر میرا یا میری کسی بھی شرارت کا اثر نہ ہوگا اور اللہ نے فرمادیا کہ جادو کا مومن مخلص پر اثر ماننا یہ عقیدہ مشرک ظالم کا ہے مسلمان کا نہیں،،وَقَالَ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا،(فرقان نمبر ۸) اور اللہ نے آپ ﷺ کی ذات پاک کو ہر قسم کے جنون اور دیوانگی سے پاک رکھا،،مَا اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ،، (القلم نمبر ۲) اور لوگوں اور شیطانوں کی ہر ایذا دہی خفیہ شرارت سے بچا کے رکھنے کا وعدہ کیا ہے فرمایا،،وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ،، جس طرح شرک ہوائی چیز ہے اسی طرح جادو بھی ہوائی چیز ہے جادو میں بھی شیطان کی سورو پکار اور عبادت ہوتی ہے!

بخاری محدث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال کا مریض بنانا

قرآن کے قطعاً مخالف امام بخاری نے بذریعہ ہشام کذاب مدلس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرشرک وکفر کا اثر ماننا ثابت کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دماغ کی قوت میں خلل واقع ہونا ذکر کر دیا ہے حق کے مقابلہ میں باطل شیطانی جادو کا اثر اور غلبہ ثابت کیا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شیطانی کلام کا اتنا اثر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیال کے مریض بن گئے اور خلاف واقعہ کام کرنے اور خلاف واقعہ باتیں کرنے لگ گئے صرف شیطانی کلام کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس نچڑنے لگا نڈھال ہوتے گئے بحالیکہ جادوگروں کا مقصد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو نچوڑ دینا تھا،، **حتی ینکؤہ**،، یہ فقرہ جادوگر لبید بن اعصم یہودی مشرک کا پورا پورا اثر کر گیا (نعوذ باللہ)

بخاری نے ہشام کی یہ باطل کہانی اپنی کتاب میں آٹھ مقام پر ذکر کی ہے اور بڑے شوق اور دھڑلے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شرک کا اثر ثابت کیا ہے...

❁ بخاری ۴۵۰، ۴۶۲، ۴۶۲، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۸، ۸۹۵ ❁

بخاری کا مذہب ہی یہی معلوم ہو گیا کسی ایک جگہ پر بھی جناب بخاری کو عصمت نبویہ کا خیال نہیں آیا لعنتی راویوں کی کاٹا گری سے اتنے مرعوب

ہوئے کہ آٹھ جگہ اس شیطانی تجویز کو کتاب میں ثبت فرما دیا،

جب حق و باطل کا مقابلہ ہو تو باطل بھاگ جاتا ہے مگر بخاری کا کہنا یہ ثابت ہوا کہ حق کو باطل نے دبا دیا اللہ فرماتا ہے کہ حق کے مقابلہ میں باطل کامیاب نہیں ہو سکتا مگر بخاری کا کہنا یہ ثابت ہوا کہ حق ناکام ہوتا ہے اور باطل نبی حق کو مغلوب کر دیتا ہے،

یہودیوں نے ابتداء ہی سے آپ ﷺ کو جسمانی طور پر نچوڑ دینے کی مختلف تدبیریں کیں، کبھی زہر خورانی کی تدبیر، کبھی چکی کا بھاری پاٹ آپ ﷺ کے سر پر پھینکنے کی تدبیر، اندھیرے میں آپ ﷺ کو قتل کر دینے کی تدبیر کی لیکن جب انکی کوئی تدبیر اللہ کے وعدے،، **وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس**،، کیوجہ سے کامیاب نہ ہو سکی تو آخر کار ایک کامیاب تدبیر شیطان سے مدد مانگ کر اور اسکی سورو پکار کر کے کلام شرک کے ذریعہ اللہ کے معصوم رسول کو نگوں کر دیا **لاحول ولا قوة**

کاش کہ بخاری کو قرآن کی بصیرت اور رسول اللہ کی سیرت پر عبور حاصل ہوتا تو آپ ﷺ پر شیطانی جادو جو نرا شرک اور کفر تھا کا اثر نہ مانتے،،..

﴿۳﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن پاک کا اعلان ہے نہ اللہ کسی کی مثل ہے اور نہ کوئی اللہ کی مثل ہے

،،لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ،، قرآن کا بیان ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ بندے میں حلول کر جاتا ہے اور کبھی بندہ بھی اللہ کے ساتھ ایک بن جاتا ہے دوئی ختم ہو جاتی ہے ،،لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ،، اور مشرکین کا مشہور عقیدہ ہے کہ

، جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر،

اللہ کسی کی مثل بن جائے یا اللہ کسی کا وجود بن جائے یا اللہ کسی میں حلول کر کے اسکے اعضاء بن جائے یہ سب شرک اور کفر کی شکلیں ہیں جنکو قرآن پاک برداشت نہیں کرتا وہ سبحان ہے کہ کسی جیسا ہو اور اسی کیلئے حمد ہے کہ کوئی اس جیسا ہو ،،سبحان اللہ وبحمدہ تعالٰی،،

بخاری محدّث رب کی توہین

امام بخاری کہتا ہے کہ اللہ پاک بندے میں حلول کر کے اسکے اعضاء بن جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بندہ کے کان ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں وہ بندہ میرے کانوں سے سنتا ہے میرے پاؤں سے چلتا ہے میں بندے کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ میری آنکھ سے دیکھتا ہے وغیرہ وغیرہ،، جب تک اللہ بندے کے جسم میں نہ اترے اسکے اعضاء کس طرح بن جائیگا امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کتاب الرقاق ۹۶۳ پر بڑے جذبات کے ساتھ یہود و

نصاری کے مذہب کی ترجمانی کر کے قرآن سے اور خود اللہ کریم سے بغاوت کی روایت ٹانک دی ہے.. اب کیا کہا جائے کہ یہ کسی لعنتی راوی نے بخاری کو شرک کی پٹی پڑھائی ہے کہ ہوش وارفتہ ہو کر امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کر دیا ہے.. بحالیکہ نہ روایت مسند یا اسناد صحیح ہے اور نہ ہی ایسی موضوع روایت کو حدیث کا نام دیا جا سکتا ہے...

کیا اب بھی بخاری کی روایت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

﴿۴﴾ قرآن مقدس

قرآن کا بیان ہے نہ اللہ کا کوئی مثیل نہ اللہ کسی کا مثیل ہے ،،**لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ**،، اللہ تعالی سبحان ہے ہر قسم کے شریکوں سے پاک ہے ہر عاجزی سے بری ہے مخلوقات میں سے کسی جیسا نہیں ہر قسم کی تشبیہ سے پاک ہے،،**علواً کبیراً**،، ہے ہر قسم کی تمثیل سے وراء الوراء ہے جو لوگ اللہ کو کسی کی طرح سمجھیں وہ مشرک ہیں اسکا کوئی کام کسی جیسا نہیں وہ خالق ہے کسی مخلوق کیساتھ اسکو تشبیہ دینیوالا کٹر مشرک ہے وہ ذات ہر ضرورت سے پاک ہے کھانا کھانے پکانے سے پاک ہے

اسکے ارادہ سے سب کچھ ہو جاتا ہے اسکو کام کرنے کی ضرورت نہ ہے اسکا ہر کام فوق الاسباب ہے وہ اسباب کا محتاج نہیں اسکے کسی کام کو کسی کی طرح کہنا

صریح شرک ہے!

بخاری محدّث

لیکن امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی طرح اپنے ہاتھ سے روٹی پکا کے جنتیوں کو کھلائے گا جسطرح بندے روٹی کو ڈھال کر توے پر پکا کر اور آگ سے سینک کر دستر خوان پر رکھتے ہیں اسی طرح اللہ پاک بھی اپنے ہاتھ سے زمین کی روٹی بنا کر اور ڈھال کر دستر خوان پر رکھے گا اور ستر ہزار بہشتی مہمان کھائینگے...

،،**تکون الارض یوم القیامة خبزة واحدة یتکفاها الجبار بیده کما یتکفا احدکم خبزته فی السفر نزلاً لاهل الجنة** ،، **الخ**... بخاری صاحب اللہ کو بندوں سے تشبیہ دے رہے ہیں شرک و کفر کے علاوہ یہ جھوٹ مستزاد ذکر کرتے ہیں کہ ساری زمین روٹی بن جائیگی اللہ فرماتا ہے،، **والارض جمیعاً قبضته**،، اور بخاری کہتا ہے ،،**خبزته**،، پھر قرآن بہشتیوں کی مہمانی جنات الفردوس بتاتا ہے مگر بخاری فرماتے ہیں اسی دنیا والی مٹی کی روٹی سے اللہ مہمانی کریگا

،،**لاحول ولا قوة الا بالله**،،

(بخاری ۹۶۵ کتاب الرقاق باب یقبض اللہ الارض

﴿۵﴾ قرآنِ مقدس

قرآن پاک میں صاف بیان ہے کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام اور ام البشر حواء دونوں شجرہ ممنوعہ کو نسیانا استعمال کر بیٹھے دونوں شریک فعل ہوئے،، **وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰی آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْماً**،، اور اس فعل میں زیادہ با اختیار چونکہ آدمؑ تھے اسلئے نسیاناً اس فعل کی نسبت حضرت آدمؑ کی طرف کی گئی ہے حضرۃ حواء کا ذکر نہیں کیا گیا گویا قرآن نے حضرت حواء کا ذکر نہ کر کے انکی بے قصوری کا زکر کیا ہے لیکن اسکے کھانے کے فعل میں دونوں شریک تھے اسلئے جنت سے نکالے جانے میں دونوں کا ذکر ہوا....

بہر کیف ام البشر کے ذمہ مستقل طور پر کوئی الگ خطاء کا ذکر قرآن میں مزکور نہ ہوا بلکہ انکا نام بھی پردے میں رکھا گیا...

بخاری محدث حضرت حوا کی توھین

امام بخاری کا رجحان چونکہ روایت پرستی کی طرف تھا اور قرآن کی طرف توجہ نسبتاً کم تھی اس لئے انہوں نے لعنتی راویوں پر اعتماد کلی کر کے ام البشر حضرت حواء کو خیانت کرنیوالیوں میں ذکر کر دیا بلکہ تمام عورتوں کا خیانت کرنے میں بنیادی نکتہ آغاز حواء ہی کو ذکر کر دیا ہے اور کہا،، **لولا حوا لم تخن**

انثی زوجھا،، اگر حواء سب سے پہلے خیانت نہ کرتی تو کوئی عورت اپنے خاوند کی خیانت دینی یا دنیوی نہ کرتی (بخاری ۴۶۹ کتاب الانبیاء)

لعنتی راویوں پر اعتماد کلی کر کے اپنی اماں کو بھی امام بخاری بدنام اور خائن کہہ گئے...

﴿٦﴾ قرآنِ مقدس

قرآن پاک میں ہے کہ حضرت خلیل اللہ نے اپنی زندگی میں باپ کے گھر سے ہجرت کیوقت باپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے لیے دعا کروں گا چنانچہ انہوں نے دعا فرمائی بعد میں جب انکو واضح ہو گیا کہ وہ کفر پر مرا ہے ،، **فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ**،، تو آپ نے دعا کرنے سے برائت فرمالی اور معاملہ دعا والا ختم کر دیا اور پہلے وعدہ کیمطابق دعا ان الفاظ کیساتھ فرمائی تھی،، **وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّيْنَ**،، اور اللہ نے بھی تصدیق کر دی کہ ابراہیم نے وعدے کے مطابق دعا تو کر دی لیکن جب انکو اس کے کفر پر پختہ رہنے کا علم ہوا تو پھر دعا کرنے سے بری ہو گئے جبکہ اسکے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے،، **مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ اَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ**، توبہ

نمبر ۱۱۴) بخاری محدث

مگر برا ہو لعنتی راویوں کا جو قرآن پاک کی تحلیل اس رنگ میں کرنا چاہتے تھے کہ قرآن پاک ایک فرسودہ کتاب شمار ہونے لگے امام بخاری کو بھی تکثیر روایت کی دھن میں یہ ہی باور کرایا گیا کہ واقعی اللہ نے ابراہیمؑ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے شرمسار نہ کروں گا اسلیئے دن قیامت کے خلیل اللہ فرمائیں گے یا اللہ،،**انک وعدتنی ولا تخزنی یوم یبعثون فای خزی اخزٰی من ابی،،الخ**

بخاری ۳۷۴ کتاب الانبیاء

اے رب تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ زندہ کرنے کے دن میں تجھ کو ذلیل نہ کروں گا چنانچہ اس سے بڑی ذلت اور کیا ہوگی کہ میرا باپ جہنم میں چلا جائے **〈لاحول ولا قوۃ الا باللہ〉**

قرآن میں عدم بصیرت کیوجہ سے ابراہیمؑ کی دعا کو امام بخاری نے اللہ کا وعدہ بنا دیا حالانکہ قرآن میں کتنا صاف لکھا ہوا ہے کہ خلیل اللہ نے دنیا ہی میں اپنے باپ سے برائت کا اعلان کر دیا تھا تو قیامت میں کیسے کہہ سکتے تھے...

﴿۷﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ابو طالب کو باصرار

دعوت ایمان دیکر اسکے ایمان سے مایوس ہو کر واپس لوٹے تو اللہ نے صاف فرمادیا ،،**اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ**،، اور پھر آئندہ کیلئے پیش بندی کے طور پر اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو سختی سے منع فرمادیا کہ ،،**مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ**،، کہ نہ میرے نبی کو لائق ہے اور نہ ہی مومنوں کو کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کیلئے جبکہ وہ قطعی جہنمی ہوں ان کیلئے کوئی سفارشی استغفار کریں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ابوطالب کے ایمان سے مایوس ہو گیا اور اللہ نے بھی آئندہ کیلئے اس کیلئے شفاعۃ واستغفار سے منع کر دیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت آنے کے بعد کسی بھی مشرک کیلئے قطعاً کوئی سفارش یا استغفار نہیں فرمائی....

بخاری محدث

لیکن اللہ معاف کر دے تو بڑی بات ہے ورنہ لعنتی راویوں نے امام بخاری کو یوں اعتماد میں لے لیا تھا کہ آپ نے شاید کبھی قرآنی بصیرت کا خیال تک نہیں فرمایا اور وہ یوں کہ بخاری کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،،**لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ**،، امید ہے کہ قیامت کے

دن میری شفاعت سے اسکو نفع ہو،، **فیجعل فی ضحضاح من النار یبلغ کعبیه یغلی منه دماغه**،، پس کردیا جائیگا وہ ابو طالب آگ کے پایاب چشمے میں اسکی آگ ٹخنوں تک پہنچ جائیگی اسکی وجہ سے اسکا دماغ کھولے گا.. (بخاری ۵۴۸ کتاب المناقب)

جب اللہ نے دنیا ہی میں قریبی رشتہ داروں کیلئے سفارش سے منع فرمادیا تھا تو پھر قیامت کے دن آپ ﷺ نعوذ باللہ اللہ کریم سے باغیانہ سفارش کرینگے.... **،،لاحول ولا قوة،،**

﴿۸﴾ قرآنِ مقدس

قرآن پاک کی آیت،، **یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ**،، مومنوں کو رہبانیت سے روکنے کیلئے نازل ہوئی ہے یعنی دنیوی علائق سے قصداً کنارہ کش ہو کر طیبات یعنی کھانے پینے کی پاکیزہ اور لذیذ چیزوں اور صاف ستھرے اچھے کپڑے سے خود کو دور رکھ کر، آبادی سے الگ تھلگ کسی غار وغیرہ میں اللہ کی عبادت میں مصروف رہنا...... طیبات سے اس جگہ کھانے پینے کی لذیذ اور پاکیزہ چیزیں مراد ہیں

کیونکہ ،، **كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰه حلا لاً طَيِّباً** ،فرمایا ہے اسی طرح دیگر آیات میں بھی طیبات سے مراد یہی چیزیں ہیں اسی طرح سورۃ اعراف کی آیات میں بھی طیبات آیا ہے یعنی کھانے پینے پہننے کی لذیذ اور پاکیزہ چیزیں مراد ہیں اور اسی لئے فرمایا ،،**لا رهبانية فى الاسلام**،،

بخاری محدث

لیکن شومئ قسمت کہ اسناد کے چکر میں پڑنے اور مفہوم قرآن کو مجبور کرنے والے رواۃ نے امام بخاری کو بھی ایسا الجھایا کہ نہ انکو قرآن کی تصریح سے آگاہی ہوئی نہ سیرت نبویہ کا پاس آیا نہ صحابہ کرامؓ کی پاک طینت کو سوچا یونہی آنکھ بند کم بصیرت کیساتھ انہوں نے جڑ دیا کہ یہ آیت متعہ یعنی زنا کے حلال کرنے کیلئے نازل ہوئی ہے اور صحابیؓ رسول ﷺ عبداللہ بن مسعودؓ کے متھے اتنا بڑا طومار جڑ دیا کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی ہی اس لئے تھی کہ پتہ چل جائے کہ آیت کا نزول ہی متعہ یعنی زنا کے جواز کیلئے ہوا ہے۔

(بخاری ۲/۶۶۴ سورۃ المائدہ)

ثم قرء يايها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم (یعنی متعہ) امام بخاری نے باب بھی اسی آیت پر باندھا ہے

جس کا مطلب ہے کہ امام بخاری خود بھی متعہ کے حلال ہونے کے قائل تھے.

﴿۹﴾ قرآنِ مقدس

ایام جاہلیت میں لوگوں نے زنا کی ایک شکل بنام متعہ جائز کر رکھا تھا اسلام نے تمام رسوم قبیحہ مٹا کر جائز شکل کے ساتھ شرعاً نکاح کی اجازت دی قرآن مقدس نے شرائط کے ساتھ نکاح جائز رکھا اور فرمایا،، **فَانكِحُوا مَاطَابَ لَكُمْ**،، اور دیگر آیات ذکر کر کے متعہ جیسی لعنت کو زنا میں داخل کیا اور فواحش کی مد میں اسکو ذکر کیا اور فرمایا

،،لَاتقربُو الزِنَا،،لَاتقربُو الْفَوَاحِشَ،،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گدھوں کا گوشت کھانے اور متعہ کے حرام ہونے کا اعلان فرمادیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی وقت بھی زنا کے جائز ہونیکی طرف اشارہ تک نہ فرمایا...

قرآن اور پیغمبر ذی شان کا مشترکہ اعلامیہ زنا کے حرام ہونے پر جاری ہو گیا اور نکاح کے شرائط میں یہ ذکر فرمایا،، **مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ**،، جس سے بالخصوص متعہ کے حرام ہونیکی بات تھی

بخاری محدث

لیکن رواۃ اور روایت کے پجاری اخباری حضرات بڑے وثوق کیساتھ صحابہ

کرامؓ کے متھے یہ قباحت بھی لگا کے رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ یعنی زنا کو حلال کر دیا اور تین دن یا اس سے زیادہ مدت کیلئے عارضی بیویوں کو خوب استعمال کرو اللہ کے رسول ﷺ نے مستقل قاصد بھیج کر عام اجازت دی کہ متعہ کر لو ،، **لا حول ولا قوۃ۔**

بخاری صاحب چونکہ متعہ کے حلال ہونیکے قائل تھے اسلئے انہوں نے یہ بھی نقل کیا کہ بعد میں رسول اللہ نے منع بھی کر دیا تھا حالانکہ متعہ کے حرام ہونیکا آپ ﷺ نے ہی اعلان کیا تھا نہ کہ پہلے حلال کیا ہو اور بعد میں اسکو منسوخ کر دیا ہو یہ مغالطہ خود بخاری کو لعنتی راویوں کیطرف سے ہوا یہ لفظ ہیں بخاری کے ،، **فاتانا رسول رسول الله فقال انه قد اذن لکم ان تستمتعوا فاستمتعوا ﴿بخاری ۲/۷۶۷﴾**

﴿۱۰﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں نکاح حلال کے شرائط میں یہ شرط بھی تھی کہ شادی اور پاکدامنی کا ارادہ ہو شہوۃ رانی اور چھپے یار بنانے کا ارادہ نہ ہو۔ کیونکہ یہ فاحشہ اور زنا ہو گا چنانچہ فرمایا ،، **مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ** ،، اور اگر ارادہ اس طرح نہ کیا گیا تو یہ کفر کا ایمان کے بدلے سودا ہو گا ،، **وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ** ،،

چناچہ قانون قرآن کے مطابق ہی اللہ کے رسول ﷺ نے شادی کر لینے کا حکم اور اجازت دی......

بخاری محدّث نبی ﷺ کے ذمے قرآن کی مخالفت

لیکن امام بخاری آپ ﷺ کے ذمہ قرآن کی صریح مخالفت لگاتے ہیں کہ آپ نے اپنے اصحابؓ کو شہوت رانی کیلئے اور چھپی یاری کیلئے زنا کی یعنی متعہ کی اجازت عام دے دی تھی پھر بعد میں منسوخ کر دی...

،، ایما رجل امراۃ توافقا فعشرۃ مابینھما ثلاث لیالِ،، 〈بخاری ۲/۷۶۷ کتاب النکاح〉

اکیلے ایک مرد اور عورت آپس میں تن بخشی کر لیں راضی بازی ہو جائیں تین رات تک عشرہ کی یاری گزار لیں......

کیا قرآن کی اتنی صریح مخالفت اللہ کا پیغمبر ﷺ کر سکتا ہے؟

کیا امام بخاری حلفیہ بیان دے سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسا زنا جائز رکھا ہوگا؟ ایسی روایت قرآنی بصیرت کی تائید کر رہی ہے یا بغاوت؟

اس سے یہی معلوم نہیں ہوتا ہے کہ روایت پرستی قرآنی بصیرت کی دشمن ہے؟

﴿۱۱﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس میں نکاح کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ عورت کا حق

مہر مال ہونا ضروری ہے عورت کے بضع سے فائدہ اٹھانے کیلئے ضروری ہے

کہ ایسا مال دیا جائے جسکی مالیت ہو

،،اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُم،، اور مال بھی ایسا جسکو عرف عام میں مال کہا

جاتا ہو... ردی کاغذ کا ٹکڑا۔ درخت کا گراہوا یا توڑا ہوا کوئی پتہ... یا پھٹا پرانا

کپڑا... یا لوہے تانبے کا کوئی چھلہ انگوٹھی اسکو مال نہیں کہا جاتا مال بھی وہ جو

بضع کے بدلے عورت کیلئے نفع مند ہو اور اسکی مالیت ہو لوہے تانبے کی انگوٹھی

تو ویسے ہی حرام ہے اسکی تو اسلام میں مالیت بھی نہیں ہے...

بخاری محدّث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

لیکن اللہ معاف فرمائے امام بخاری بے حیا راویوں پر اعتماد کلی کر کے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ جھوٹ بھی جڑ دیتے ہیں اور نص قطعی کے صریح خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ذمہ لگاتے ہیں خدا جانے قرآن کی طرف توجہ نہیں کی یا ضروری نہیں سمجھا

کہ روایت سے پہلے قرآن کا مطالعہ کر لیتے اور صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا شادی ضرور کر لے خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کے

بدلے کیوں نہ ہو..

،،قال لرجل تزوّج ولو بخاتم من حدیدٍ،،

﴿بخاری ۷۷۴ باب المہر﴾

﴿۱۲﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں ہے کہ قرآن کے عوض اور بدلہ میں مال دنیا لینا حرام ہے قرآن اللہ کا کلام ہے یہ مالیت سے پاک ہے مالیت دنیوی ضروریات کیلئے ہوتی ہے اور قرآن محض دین ہے اگر کسی کو چند سورتیں یا آیات یاد ہوں تو خود اس کے فائدہ کیلئے ہوتی ہیں دوسرے کی طرف اسکا فائدہ منتقل نہیں ہوسکتا اور کسی دنیوی مال و نفع کے بدلے وہ نہیں ہوسکتیں اسی لئے فرمایا گیا کہ ،،**قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی**،، یعنی قرآن کی تبلیغ کے بدلہ میں مال نہیں مانگتا ہاں رشتہ داری کا حق مانتا ہوں کہ قرآن قبول کرلو یعنی قرآن پر میری مزدوری صرف یہ ہے کہ تم قرآن کو قبول کرلو...

بخاری محدث

لیکن امام بخاری روایت درج کتاب کرتے ہوئے شاید غیر شعوری حالت میں تھے یا قرآن پر روایت کو فٹ کرنا ضروری خیال نہیں کرتے تھے کہ آؤ دیکھا نہ تاؤ... یہ جڑ دیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہا کہ جو سورتیں قرآن کی تمکو یاد ہیں جاؤ میں نے ان کے بدلے تیری اس عورت کیساتھ شادی کردی اور ایک جگہ لکھا کہ جاؤ ہم نے ان سورتوں کے بدلے اس عورت کا مالک بنا دیا تجھ کو عورت کے بضع کے بدلے.. قرآن مقدس دینا کیا

یہی دین اسلام ہے؟ کیا اس طرح آپ ﷺ نے کیا ہوگا؟ یا بے حیا ابو حازم راوی کی بکواس ہوگی جس نے یہ سارا قصہ گھڑ کر آپ ﷺ کے جبین مقدس پر لگا دیا،، **قال فقد زوجتکها بما معک من القرآن .. قال اذھب فقد انکحتکھا بما معک من القرآن،،**

﴿بخاری ۷۷۲ کتاب النکاح﴾

﴿۱۳﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن وسنت سے پاک پانی یا پاک مٹی کے بغیر وضو اور طہارت نہیں ہو سکتی ماء طہور کے بغیر طہارت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ طہارت و وضو کیلئے جو پانی استعمال ہو چکا ہو دوبارہ اسی مستعمل پانی سے بھی وضو نہیں ہو سکتا قرآن میں فرمایا،، **اِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا**،، اگر پاک پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے وضو کر لو یعنی تیمّم کر لو جب وضو کے قائم مقام تیمّم میں پاک مٹی ضروری ہوئی تو پھر اصل یعنی وضو میں پاک پانی ضروری کیوں نہ ہوگا......

بخاری محدّث

لیکن امام بخاری نے باب،، الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان اور سور الکلاب،، کا اکٹھا باندھ کر لکھا ہے....

﴿قال الزھری اذا ولغ الکلب فی اناءٍ لیس له وضوء غیرہ یتوضاء به﴾ امام بخاری کا استاذ امام زہری کہتا ہے کہ کتے کے جوٹھے پانی سے وضو ہوسکتا ہے اور زہری جو اکثر علماء اسلام کی تحقیق میں عموماً اور اہل تشیع علماء کے نزدیک خصوصاً شیعہ اور پھکڑ باز بھی ہے اس پر امام بخاری اتنے عاشق ہیں کہ اسکے قول کو اپنا مذہب بنا کر درج کرتے ہیں اور معرض قبول میں ذکر کرتے ہیں کوئی تردید نہیں کرتے پھر اپنی کتاب الجامع المسند الصحیح بخاری کے خلاف زہری کے قول پر اکتفاء کرتے ہیں حالانکہ قوم سے وعدہ کیا تھا کہ میری کتاب میں صرف مسند اور صحیح احادیث ہونگی.. بخاری کے اس صنیع سے واضح ہوا کہ انکا اصل مسلک یہی ہے جو زہری سے نقل کرکے کتاب میں محفوظ رکھا ہے **(بخاری ۱/۲۹)** اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بخاری کا اصل مشن روایات کا ڈھیر لگانا ہے قرآن میں بصیرت حاصل کرنا یا قرآن کو مقدم رکھنا انکے زاویہ خیال میں بھی نہ ہے اسی لئے وعدہ تو کرتے ہیں المسند الصحیح کا.. لیکن کتاب کو اقوال رجال سے بھر دیا ہے پھر آپکو اتنا نسیان غشیان لاحق ہوا کہ انکو یہ بھی خیال نہیں آیا کہ میں کتاب میں یہ بھی لکھ چکا ہوں **﴿اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسله سبعاً﴾ بخاری ۱/۲۹**

کتے کا جوٹھا برتن جب تک پانی سے سات مرتبہ نہ دھولیا جائے تب تک پلید ہی رہیگا... پھر تعجب ہے کہ جب برتن پاک پانی کے بغیر پاک نہیں ہو سکتا تو پھر نجس اور پلید پانی سے متوضی کس طرح پاک ہوگا جبکہ کتے کا جوٹھا پانی نہ طاہر ہے نہ مطہر.. **فوا اسفا علی بصرة البخاری**

﴿۱۴﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اجماع صحابہؓ وتابعینؒ ائمہ مجتہدینؒ اور تمام امت اسی پر متفق ہیں کہ پیشاب کسی انسان کسی جاندار کا ہو وہ ناپاک اور پلید ہوتا ہے کوئی ایک اشارہ تک شرع اسلام میں ایسا نہیں پایا جاتا جس میں پیشاب کو پاک کہا گیا ہو خواہ وہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیوں نہ ہو کپڑے پر لگ جائے بدن پر لگ جائے جبتک اسے دھوکر بے نشان نہ کر دیا جائے پلید ہی رہیگا کسی جگہ پر پیشاب کا اثر ظاہر ہو تو اس جگہ نماز نہیں ہو سکتی....

بخاری محدّث

امام بخاری باب باندھتے ہیں،،باب الصلوٰة فی الجبة الشامية،،

لیکن اسکے تحت اپنے امام استاذ حدیث جناب زہری کا فعل بلانکیر ذکر فرماتے ہیں بذریعہ معمر راوی کے کہ **﴿قال معمر رأيت الزهری يلبس من ثياب اليمن ما صبغ بالبول﴾﴿۲/۵۲﴾**

یمن کے یہودی اور مجوسی جس کپڑے کو نجس پیشاب کے ساتھ رنگا کرتے تھے جناب زہری صاحب وہی کپڑے پہنا کرتے تھے (انہی کپڑوں میں نماز وغیرہ عبادت بھی کرتے تھے)

لیکن امام بخاری کو زہری پر اتنا اعتماد ہے کہ بطور تبرک کے بھی زہری کا قول وفعل ضرور نقل کر کے خاموش گزر جاتے ہیں گویا کہ انکا مذہب بھی یہی ہے جو زہری کا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو قبول کیا جاتا ہے ذرہ برابر بھی اس کے خلاف کوئی لفظ نہیں کہتے اب بخاری کی صفائی کون دینے کیلئے تیار ہوگا....

﴿۱۵﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس میں صحابہ کرام کو ایمان کا معیار بتایا گیا ہے،، **فَاِنْ اٰمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِاهْتَدَوْا**،، اوران کیلئے اللہ نے خاص طور پر ایماندار ہونے کا پروانہ نازل کردیا فرمایا،، **اُولٰئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا**،، تاکہ وہ علیٰ خبر من اللہ اپنے ایماندار ہورہنے پر یقین کیساتھ زندگی گزاریں اور پھر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ پروانہ نازل کر کے بتادیا کہ،، **اُولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ**،، کہ یہ میرے فوجی اور میرا ٹولہ ہے تاکہ انکو اپنے متعلق یقین

ہو کہ ہمارے ایمان کو محفوظ رکھنے کی ذمہ داری خود اللہ نے دے رکھی ہے...

بخاری محدّث صحابہؓ پر نفاق کا فتویٰ

لیکن بخاری محدث کسی اندر کے روگی راوی پر کلی اعتماد کر کے اپنی کتاب میں یہ ٹانک رہے ہیں کہ ،،ادرکت ثلثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلھم یخاف النفاق علی نفسہ ،،

〈بخاری ۱/۲۹〉

کہ میں نے تیس اصحابؓ رسول (اور وہ بھی جلیل القدر اصحابؓ) کو ایسی حالت میں پایا ہے کہ تمام کے تمام اس سے ڈرا کرتے تھے کہ کہیں ہم منافق ہی نہ ہوں ،،**لا حول ولا قوۃ**،،

کیا ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اور انکی ہمشیرہ اسماءؓ اور عبادلہ اربعہ مثل عبداللہ ابن عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہم بطل جلیل اور رعیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو عادات نبویہ پر عمل کرنا بھی عبادت خیال کرتے ہوں اور جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت بھی دیدی تھی اور جو اعیان و اعوان نبی بھی تھے اور جن کیلیئے ،،**حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ**،، اور ،، **کَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ**،، تک اللہ نے خود صفائی پیش کردی تھی بلکہ ،، **اَلْزَمَھُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی**،، جنکی طبعی

سرشت ہو چکی ہو کیا ایسے لوگ بھی اس قسم کے خطرہ کا شکار ہو سکتے تھے تعجب تو بخاری پر ہے کہ انہوں نے من وعن بے چون وچرا اصحابہ کرامؓ کی حیثیت عرفیہ کو داغدار کرنیوالوں اور لعنتی راویوں کے سینہ بسینہ ہو کر قرآن سے اتنی بے اعتنائی برتی کہ اہل رفض کے چھپے انداز میں ہمنوا بن جانے کا خیال بھی نہ کیا.. تابعین میں کثرت کیساتھ غلو ورفض پایا جاتا تھا خدا معلوم کس شیعہ نواز راوی نے اندر کی مرض صحابہؓ پر اگل دی اور بخاری صاحب شیعہ نوازی میں اس کے ساتھ ہو گئے..

اس قسم کی خرافت سے تو شیعہ اور شیعہ نواز ٹولی کا بکواس ہی ثابت ہو رہا ہے کہ اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر منافق تھے جو وفات نبوی کے بعد مرتد ہو گئے

،،نعوذ باللہ من هذه الخرافة،،

﴿۱۶﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں غیر اسلامی اور غیر ضروری اشیاء کی بحث وتمحیص میں پڑنے سے اللہ کریم نے منع فرما دیا اور فرمایا،، **لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ**،، مثلاً یہ پوچھنا کہ یا حضرت میرے باپ کا کیا نام تھا یا میرا باپ مر گیا تھا جہنم میں ہے یا جنت میں وغیرہ وغیرہ

لایعنی سوال مت کیا کرو کیونکہ یہ تمہارے نقصان میں ہو گا...

بخاری محدث

لیکن بخاری صاحب جنکی نظر صرف روایات کے کثیر ڈھیر کیطرف تھی قرآن سے صرف نظر کرتے ہوئے کسی لعنتی راوی کی اپچ میں آکر صحابیؓ رسول ﷺ کے متھے جھوٹ کا ٹکہ لگاتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے کہا، ،**نهينا في القرآن ان نسأل النبی ﷺ**،،〈**بخاری ۱/۱۵**〉

کہ اللہ نے ہمکو قرآن میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنا منع کر دیا ہے حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے اور بہتان بلکہ قرآن پاک میں اللہ کریم نے تاکید کیساتھ فرمایا ،،**فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** تو اللہ کے رسول سے زیادہ اہل الذکر اور کون ہے؟ اور قرآن میں اپنے بیگانے سے متعلق کثرت کیساتھ آیا ہے کہ ،،**يسئلونك**،،تو کیا اپنے صحابیؓ کو آپ ﷺ نے منع کر دیا تھا کہ بیگانے تو سوال کریں اپنے نہ کریں؟ احادیث میں صحابہؓ کے سوال کثرت کیساتھ رسول اللہ ﷺ سے مذکور ہوئے ہیں حالانکہ قرآن میں مطلق سوال سے قطعاً منع نہیں کیا گیا روایت کے الفاظ مطلق ہیں جو سراسر جھوٹ ہے صحابہ کرامؓ کو بدنام کرنے کیلئے گھڑ لئے گئے ہیں بلکہ اللہ نے تو فرمایا تھا کہ غیر اسلامی غیر ضروری نبی پاک ﷺ سے پوچھ گچھ نہ کیا کرو اور وہ بھی اسلیئے تا کہ خود تمکو تکلیف نہ ہو، **لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ**

اِنۡ تُبۡدَ لَكُمۡ تَسُؤۡكُمۡ،، ورنہ دین سے متعلق تو آپ سے سوال کرنا ویسے ہی ان کا فرض تھا جوانہوں نے بے دھڑک سوالات کیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات دیے اور انکے لئے وہ جوابات تسلی خاطر بنے...

معلوم ہوتا ہے بخاری صاحب کا اصل مقصود روایات کا جمع کرنا تھا قرآن کی طرف خاص توجہ کرنا انکا مشغلہ نہ تھا ورنہ راوی کے الفاظ کو عبارۃ قرآن پر ضرور پرکھ لیتے...

﴿۱۷﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس نے صحابہ کرامؓ کا دربار الٰہی میں محبوب ہونیکا ایک شعبہ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ،،**يُحِبُّونَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا**،، اور کافرومنافق کے نا پسندیدہ ہونے کا ایک شعبہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ نقال حدیث من قومٍ الٰی قومٍ یعنی دوباجرے ہیں اور چغلخور ہیں ،،**مَشَّآءٍ بِنَمِيۡمٍ**،، ہیں اور اسکے برعکس صحابہؓ کا مزکیّٰ ہونا بیان کیا ہے کہ اللہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ،،**يُزَكِّيۡهِمۡ**،، انکو پاک کررہا ہے اب ان میں کسی قسم کی پلیدی نہیں ہے نہ ظاہری اور نہ باطنی اور اللہ نے بھی صاف فرمادیا ،،**لٰكِنۡ يُّرِيۡدُ اَنۡ يُّطَهِّرَكُمۡ**،، تو اللہ کا ارادہ پورا ہوا اور وہ ہر طرح پاک ہوگئے...

بخاری محدّث

لیکن بخاری محدث نے بڑے زور سے ایک جھوٹی روایت قرآن کے صریح خلاف نقل کردی ہے جس سے صحابہ کرامؓ کو بدنام کیا جاسکتا ہے اور قرآن کیخلاف منافق مشرک کیلئے آپ ﷺ کا استغفار اور سفارش کرنا ثابت ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ ،،**باب من الکبائر ان لا یستتر من بولہ** اس میں کہا کہ آپ ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا ان دونوں میں دو انسانوں پر عذاب ہو رہا تھا تو فرمایا انکو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کے بدلے نہیں ہو رہا پھر فوراً ہی فرمایا ،،**بلیٰ**،، کیوں نہیں واقعی بہت بڑے گناہ کیوجہ سے انکو عذاب ہو رہا ہے اور وہ بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں..ایک تو پیشاب سے اپنا بدن اور کپڑے نہیں بچاتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا پھر آپ ﷺ نے ایک چھڑی چیر کر دو حصے کر کے دونوں قبروں پر رکھ دی اور پوچھنے پر فرمایا امید ہے کہ انکے خشک ہونے سے پہلے ان پر سے عذاب اٹھالیا جائیگا

(بخاری ۱/۳۵)

اب سوال یہ ہیکہ وہ دو انسان کون تھے اور کیا تھے اگر وہ دونوں جاہلی کافر و منافق تھے تو قرآن کی نص قطعی کیخلاف جو آپ ﷺ کو منع کر رہی تھی آپ ﷺ نے انکے لئے سفارش کس طرح فرمائی؟

اور اگر یہ دونوں انسان مسلمان تھے تو صحابیؓ رسول ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا

کون ہو سکتا ہے اگر واقعی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی انکے اندر یہ دونوں کبیرہ گناہ اور وہ بھی ساری زندگی رہے ہوں..

روایت کے جھوٹے ہونےکی اس سے زیادہ بین دلیل اور کیا ہو گی بات وہی ثابت ہوئی کہ بخاری کا مطمع نظر صرف روایات کا اکٹھا کرنا تھا قرآنی بصیرت انکا مشغلہ نہ تھا...

﴿۱۸﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں صراحت کیساتھ موجود ہے کہ قرآن کو ناپاک آدمی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا، **لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ**، نیز احادیث صحاح بھی تصریح کر رہی ہیں کہ قرآن کی تلاوت ناپاک بدن سے نہیں کی جاتی اور خاص کر جنبی آدمی تو قرآن کی تلاوت یا ہاتھ نہیں لگا سکتا...

بخاری محدّث جنبی قرآن کی تلاوت

لیکن بخاری صاحب بڑی دلیری سے کہتے ہیں کہ **ولم یر ابن عباس بالقراءۃ للجنب باسا، بخاری ۱/۴۴**

کس راوی سے سن کر بخاری صاحب یہ بیان دیتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جنبی آدمی کو قرآن پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں ...کوئی سند پیش کی ہے یا کسی

پھکڑ باز راوی کی اتیج پر ایسا کہہ دیا ہے؟ کم از کم صحابہ کرامؓ کو تو معاف کر دیتے ایک مسئلہ کے اثبات کیلئے یہ قول نقل کر دیا ہے گویا امام بخاری کا یہی مذہب ہے ورنہ کیوں ذکر کیا؟

﴿۱۹﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں ایک نہیں بیسیوں آیات صراحت کیساتھ کہتی ہیں کہ موت کے بعد کوئی مردہ نہیں سن سکتا اسباب سننے کے مردہ سے ختم ہو جاتے ہیں اور اسباب سے بالاتر ہو کر صرف اللہ ہی سنتا ہے اور مافوق الاسباب کسی کے سننے کا قائل مشرک بذات رب العالمین ہے اور مقبور مردہ ،، **الا ان من تحت التراب بعید**،، کے پیش نظر مردہ دور ہو گیا اور دور سے سننا یہ اللہ کی صفت ہے نیز مردہ پردہ میں دبا دیا گیا اور پس پردہ سننا یہ بھی اللہ کی صفت ہے...

جس طرح موت میں سب برابر ہیں اسی طرح نہ سننے میں بھی سب برابر ہیں انسان وبشر ہونے کے ناطے انسان میت کی طرح میت نبیؑ بھی نہیں سن سکتا اور کچھ بھی نہیں سن سکتا اور کسی کی نہیں سنتا الا یہ کہ اللہ کسی کو اپنی یا کسی کی آواز کو سنا دے...

بخاری محدث مُردوں کا سننا

امام بخاری قرآن کے ظاہر حکم کیخلاف صراحت سے کہتے ہیں ،، **باب المیت یسمع خفق النعال** ،، اور نیچے باندھے ہوئے باب کو پرکشش بناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب مردہ کو دفن کر کے لوگ واپس ہونے لگتے ہیں تو مردہ ،، **یسمع قرع نعالھم** ،، انکی جوتوں کی آہٹ بھی سن لیتا ہے. ﴿. **بخاری ۱/۱۷۸**﴾

یہ حال ہے امیر المحدثین کا جو قرآن کے صریح خلاف روایت درج کر کے مشرکین کو نواز دیتے ہیں اور معصوم پیغمبر کو کلام اللہ کے خلاف ثابت کر رہے ہیں لعنتی راویوں نے بخاری کو ایسا اعتماد دلایا ہے کہ نہ قرآن کا پاس ہے اور نہ اللہ کے معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا پاس ہے اور نہ اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت کا پاس ہے بس روایت پرستی کا بھوت ایسا کارگر ثابت ہوا کہ جناب بخاری صاحب کو ایک آیت کی طرف توجہ کرنے کی بھی فرصت نہیں ملی...

قلیب بدر کے موقعہ پر ابن خطابؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ چونک پڑتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تو آپ نے پڑھایا ہے کہ مردے نہیں سنتے اب آپ ،، **کیف تکلم اجسادا لا ارواح لھا وقال اللہ انک لا تسمع الموتی** ،،، آپ ہی کو تو اللہ نے فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

مردوں کو نہیں سنا سکتے اور اب آپ ہی ان بے روح دھڑوں سے کلام کر رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا،، آلان یسمعون،، تو صحابہ سمجھ گئے کہ اعجاز اللنبی ﷺ اور خرق قانون کے طور پر اللہ انکو فی الحال سنوا رہا ہے نہ پہلے سنتے تھے نہ بعد میں سنتے ہیں...اور قانون قرآن اٹل ہے...

اور اُمّنا صدیقہؓ نے تو ظاہر عبارت قرآن سے ثابت کیا کہ مردوں کا سننا قرآن کے ظاہر حکم کیخلاف ہے لیکن افسوس کہ بخاری کتنے دھڑلے سے کہتے ہیں کہ مردہ جوتوں کی آہٹ بھی سن لیتا ہے اور لعنتی راویوں کے برتے پر یہ اتہام بھی رسول اللہ ﷺ پر لگاتے ہیں...

اتنا بھی نہیں سوچا کہ جب مردہ بندے کی زوردار آواز نہیں سن سکتا تو پھر جوتوں کی آہٹ جو بالکل نابود کی مثل ہے وہ کس طرح سن سکیگا پھر تعجب پر تعجب ہے کہ جس انس صحابیؓ کے متھے یہ الفاظ نبوی لگا رہے ہیں. وہی انسؓ ہی تو یہ کہہ رہے ہیں،، آلان یسمعون،، جس کا صاف مطلب تھا کہ قانوناً مردے نہیں سنتے....

امام بخاری کاش کہ روایت لکھنے سے پہلے کلام اللہ القرآن کا مفہوم معلوم کر لیتے شاید انکو روایات کے شغل نے قرآن سے مشغول رکھا تھا ورنہ اتنا بڑا محدث راویوں کے چکر میں پڑ کر عمداً قرآن کیخلاف کس طرح کر سکتا تھا...

بہر حال یہ حدیث کے عنوان سے روایت قطعاً غلط اور جھوٹ ہے،، **لم یثبت بمعناہ لانہ مخالف لحکم کتاب اللہ،، ﴿رد المختار شامی﴾**

﴿۲۰﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی جماعت کیساتھ تولّی یعنی پیار رکھے وہ اسی جماعت کا ایک فرد ہوتا ہے ،، **مَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ مِنکُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ** ،، اور رسول کریم ﷺ بھی فرماتے ہیں ، **من تشبہ بقومٍ فھو منھم** ،، اسی طرح جو شخص کسی قوم کی ریس اور رشک کرے وہ اسی قوم کا فرد ہوتا ہے..

بخاری محدّث

امام بخاری اب غیر شعوری یا بے اعتنائی کے طور پر فرماتے ہیں اور روافض کے مذہب کی ریس میں کہتے ہیں اور بغیر تحقیق وسند کے کہتے ہیں کہ صحابی رسول ﷺ بریدہ اسلمیؓ نے وصیت کی تھی کہ ،، **ان یجعل فی قبرہ جریدتان ،، بخاری ۱/۱۸۱﴾**

کہ میرے ساتھ میری قبر میں دو چھڑیاں ضرور رکھ دینا حالانکہ یہ مذہب شیعہ کی خاص مذہبی علامت ہے.. پھر کمال یہ ہے کہ بخاری اور حضرت بریدہؓ کے

درمیان بعد زمانے کے جنگل موجود ہیں خدا معلوم بخاری کو حضرت بریدہؓ نے خواب میں اپنی وصیت بتائی تھی یا پھر کسی راوی کی بڑ پر اعتماد کر گئے لیکن بخاری نے حوالہ تو دے دیا مگر راوی کا ذکر عمداً نہیں کیا شاید یہی مسلک امام بخاری کا بھی تھا...

﴿۲۱﴾ قرآن مقدس

قرآن مقدس میں مردہ کے کلام کرنے کو محال کہا گیا ہے اور محال کا فرض کرنا ویسے بھی محال نہیں ہوتا اللہ کریم فرماتے ہیں کہ جسطرح ان مشرکین کے سامنے تمام فرشتوں کا آنا محال ہے اسی طرح ان سے مردوں کا کلام کرنا بھی محال ہے فرمایا کہ ،،**وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى**،، اور دوسرے مقام پر فرمایا،،**اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى**،، جس کا مطلب ہے کہ مردوں کا کلام کرنا محال اور ناممکن ہے

بخاری محدث

لیکن بخاری صاحب بڑے دھڑلے سے باب باندھتے ہیں،، **باب کلام المیت علی الجنازۃ**،، اور پھر تحت الباب روایت ٹانک دیتے ہیں کہ جب میت کا جنازہ اٹھا کر لوگ چلتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہو تو وہ کہتا ہے ،،**قدمونی قدمونی**،، مجھے جلدی لے چلو اور اگر برا ہو تو وہ کہتا ہے

،،**این تذھبون**،، ہائے مجھے کدھر لئے جارہے ہو...

(بخاری ۱/۱۸۴)

امام بخاری صاحب کو قرآن فہمی کی داد دیجئے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے متعلق تو یہاں تک یاوہ گوئی کر جاتے ہیں کہ ،،**یقول ھذا لخداع**،، لیکن اپنا حال یہ ہیکہ قرآن مقدس کی نص قطعی کو در خور اعتناء بھی نہیں سمجھتے جو رطب و یابس ہاتھ لگے شیعہ سنی بدعتی خارجی سب کی روایات کو آنکھوں پر رکھ لیتے ہیں اور سستے داموں بازار میں پہنچا کے چھوڑتے ہیں.. ،،**فیا لضیعة الفھم**،،

﴿۲۲﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ اور خلیل اللہ علیہ السلام کا ایک مکالمہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے درخواست کی کہ ،،**رَبِّ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی**،، اللہ نے حضرت خلیلؑ سے فرمایا کہ ،،**اَوَلَمْ تُؤْمِنْ**،، یعنی خلیل اللہؑ نے عرض کی کے مجھے (علم الیقین اور حق الیقین تو ہے لیکن میں عیاناً آنکھ سے عین الیقین حاصل کرنے کیلئے عرض کر رہا ہوں کہ) دکھا دیجئے وہ کیفیت جس حالت میں تو مردوں کو زندہ کریگا تو اس پر اللہ نے (مشفقانہ انداز سے) فرمایا کیا تو (آنکھوں سے معائنہ کے بغیر) اسکی تصدیق نہیں کریگا تو خلیل اللہ نے عرض کیا (کیونکر تصدیق نہ کروں بالکل مجھے یقین ہے) میں تو

صرف اطمینان قلب کی خاطر درخواست گزار رہا ہوں (اور اس میں بھی صرف کیفیت وحالت دیکھنا چاہتا ہوں ورنہ شک کی تیری قدرت میں گنجائش ہی نہیں ہے)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مکالمہ سے دو باتیں اور حقیقتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ حضرت نے صرف کیفیت احیاء کے متعلق سوال کیا تھا نہ حقیقت احیاء سے دوسرا یہ کہ آپ نے خود اقرار کیا کہ تیری قدرت میں مجھے شک قطعا نہیں ہے میں تو صرف عین الیقین کے مشاہدہ کے ذریعہ اطمینان قلب چاہتا ہوں...

یہ تھی حقیقت جو قرآن فہمی سے نصیب ہوئی نہ حضرت کو اللہ کی قدرت میں شک تھا اور نہ ہی اللہ نے آپ سے یہ فرمایا کہ تو شک میں ہے...

بخاری محدّث ابراھیمؑ اور نبیؐ پر بھتان

لیکن برا ہو اندھی تقلید کا جس نے بخاری جیسے محدث جلیل کو قرآن کا مفہوم سمجھنے سے قاصر رکھا اور انہوں نے اپنی کتاب میں کسی راوی کی انٹ شنٹ میں آ کر مذکورہ مکالمہ کے زیر باب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ لکھ مارا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،، **نحن احق بالشک من ابراھیم،،** کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی نسبت شک کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں جبکہ

ابراہیمؑ نے شک کرتے ہوئے کہا تھا ،،رب ارنی کیف تحی الموتی،،لا حول ولا قوۃ الا باللہ....

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی جھوٹ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی دوہرا جھوٹ.....بخاری صاحب فرمائیں کہ حضرت ابراہیمؑ کو شک پڑ گیا تھا یہ قرآن پاک کے کس لفظ سے ثابت ہوتا ہے؟ کہاں لکھا ہوا ہے کہ ابراہیمؑ کو شک پڑ گیا تھا کسی لعنتی راوی کی گپ شپ پر کلی اعتماد کرنا اور الفاظ قرآن کو پس پشت ڈال دینا کیا اسی کا نام امیر المحد ثین ہوتا ہے؟

حالانکہ نہ ابراہیم علیہ السلام کو شک ہوا اور نہ خاتم الانبیا علیہ وسلم صلی اللہ نے ایسا شک فرمایا...

﴿۲۳﴾ قرآنِ مقدس

قرآن پاک کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اللہ اور مہاجرین وانصار تمام پر رحمت نچھاور کردی اور انکے تابعداروں پر بھی خاص توجہ فرمائی اور وہ پاک صاف ہوگئے نیز اللہ نے فرمایا،،لَقَدْ تَابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُہَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُمْ بِاِحْسَانٍ،،اور فرمایا،،رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ،،نیز اللہ کے رسول نے انکا تزکیہ کردیا،،وَیُزَکِّیْہِمْ،،اور ان سے کوئی غلطی ہوگئی تب بھی اللہ نے

معاف کردی ،،**عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ**،، کا مژدہ انکو سنادیا شرک وبدعات سے بالکل محفوظ ہو گئے ،، **كَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ**،، انکے لئے خاص پروانہ نازل ہوا اور ہمیشہ کیلئے اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ ہو گئے...

بخاری محدث. صحابہؓ پر بدعت کا فتویٰ

لیکن بخاری صاحب اپنی کتاب میں کفر وبدعات صحابہ کرامؓ کے ذمہ لگا کر رافضی راویوں کا دل ٹھنڈا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ صحابیؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ آپکو مبارک ہو کہ آپکو صحبت نبوی نصیب ہوئی اور بیعت رضوان بھی نصیب ہوئی تو براء ابن عازب صحابیؓ نے جواب دیا کہ بھتیجے تجھ کو کیا خبر کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کیا کیا بدعتیں جاری کی ہیں...

بخاری ۵۹۹/۲

ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا،، **من احدث حدثا او آوى محدثا فعليه لعنت الله**،، تو کیا صحابیؓ یہ لعنت اپنے اوپر فٹ کر رہا تھا؟

نعوذ بالله من هذه،،

بلکہ باقی صحابہ کرامؓ کو بھی اس لعنت میں داخل کر رہا تھا؟ العیاذ باللہ،، آخر ،**كل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار**،، صحابہ کرامؓ پر ہی

پوری ہوئی؟ تو پھر ایسی خرافت درج کتاب کرنیوالا ایسی وعید سے کس طرح بچ سکیگا اگر یہ کسی لعنتی راوی کی شرارت نہیں تو کیا؟

بدعات ورسوم اور عادات جاہلیت مٹانے کیلئے ہی تو آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تھی اور صحابہ کرامؓ کا،، **اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ**،، کا سپاسنامہ کدھر گیا اگر بخاری کی یہ گپ مانی جائے جو سراسر جھوٹی روایت ہے...

﴿۲۴﴾ قرآنِ مقدس

کون نہیں جانتا کہ قرآن مقدس میں لوط علیہ السلام والی قوم کی سی بدکاری کرنیوالا کافر ہی ہوتا ہے اور لواطت کا کام سوائے کافر کے اور کوئی مومن نہیں کرتا،، **أَتَاتُوْنَ الرِّجَالَ شَھْوَةً مِنْ دُوْنِ النِّسَاءِ**،، صرف اور صرف کفار کی عادت تھی اور عورت کے کیساتھ یہ فعل بد کرنا تو اور بھی زیادہ کفر ہے،، **فاقتلوا لعالی والسافل**،، کا حکم نبوی بھی خاص اسی فعل بد کے لیے آیا تھا...

بخاری محدّث عورت کی دبر زنی

لیکن بخاری صاحب اتنا بڑا کفری نظریہ بے دھڑک ہوکر ایک جلیل القدر صحابیؓ کے معصوم العمل ماتھے پر جڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ،، **نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ**،، کی تفسیر عبداللہ ابن عمرؓ نے یہ فرمائی ہے کہ عورت کو دبر زنی

کرنی چاہیے یہ معنی ہے **انّٰی شِئتُمُ،،** کا ﴿**لاحول ولا قوة الا**
بالله﴾ ،،**فی اتیان النساء فی ادبارهن،،** بخاری کے اساتذہ
ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا،،**انی شئتم یاتیها فی**
ای فی الدبر،، عورت کی دبر میں کرے......

﴿بخاری کتاب التفسیر﴾

اس پر شراح بخاری قسطلانی وغیرہ نے فرمایا کہ بخاری نے فی کا حرف ذکر کر
کے دبر کا لفظ بوجہ کراہیت کے ذکر نہیں کیا ورنہ تمام سندوں میں،،**وقع**
التصریح به،، بخاری کے تمام نسخوں میں فی الدبر ہے من الدبر نہیں
ہے تا کہ یہ سمجھا جاتا کہ عورت کو پچھلی طرف سے حرث کی جگہ میں استعمال
کرے بلکہ فی الدبر ہے جسکا مطلب ہیکہ خاص دبر میں لواطت کرے...
جلیل القدر محفوظ من اللہ کے متھے یہ جڑتے ہوئے بخاری صاحب کو ذرہ برابر
بھی حالت شعور نہیں ہوئی... کیا صحابیؓ ایسی تحریف قرآن میں کرسکتا ہے؟
بالکل جھوٹی روایت ہے..

کیا اتنا بڑا مغالطہ بخاری کو کس شئے کے نشہ کیوجہ سے ہوا؟

کیا ایسا فعل قبیح صحابہؓ کے ذمہ لگاتے ہوئے ہوش کام نہیں آتا؟

کیا ایسے فعل بد کو ذکر کرنیوالے رواۃ لعنتی نہ ہونگے ؟

کیا ایسا کردار تحریف کلام اللہ کا صحابہؓ کا ہوسکتا ہے؟

کیا ایسا کردار صحابیؓ سے متعلق کہنے والا رافضی شیعہ نہیں؟

کیا بخاری صاحب نے قرآن کے مضامین کو فرسودہ سمجھ لیا تھا؟

کیا محدث صرف اخباری ہوتا ہے قرآن کو مقدم نہیں سمجھتا؟

کیا بخاری نے صرف ایک لفظ حرث کو بھی نہیں سمجھا کہ وہ عورت کا اگلا حصہ ہے یا پچھلا؟

﴿۲۵﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس میں کون نہیں جانتا کہ نکاح حلال کا کئی آیات میں ذکر ہے جسکی شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ شادی کرنے اور پاکدامن بننے کیلئے نکاح ہو اور شہوۃ رانی اور متعہ جیسا نکاح حرام نہ ہو اور چھپے یار بنانے کا ارادہ بھی نہ ہو ,,**مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْ اَخْدَانَ**،، ان شرائط کے علاوہ کسی نام کا نکاح وہ زنا ہوگا اور متعہ ہوگا جو ایام جاہلیت کے نئے پرانے رافضیوں کا مذہب ہے....

بخاری محدّث

لیکن امام بخاری صحابہ کرامؓ کو بدنام کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھار کھتے حضرت ابن عباسؓ جسکو سینہ سے لگا کر آپ ﷺ نے فرمایا تھا،، **اللھم**

علمه الکتاب،، انکی قرآن کے حکم سے جہالت پر مبنی روایت ٹانک دیتے ہیں اور امام بخاری غص بصر کر کے درج کتاب کر ڈالتے ہیں اور کسی بے دین راوی پر اعتماد کرکے یوں لکھتے ہیں کہ ابو جمرہ نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سنا ہے وہ متعہ سے متعلق پوچھے گئے تو انہوں نے فرمایا بالکل جائز ہے کرو.. پھر انکو انکے مولیٰ نے کہا کیا سخت شدت کی حالت میں یا عورتوں کی کمی اور قلت ہو یا اس قسم کی کوئی مجبوری ہو تو آپ نے فرمایا ہاں..

﴿بخاری ۲/۷۶۷﴾

ابی جمرہ تابعی ہے اور تابعین میں اکثر لوگ متعہ کے قائل گزرے ہیں بعضوں میں تو ایسے ہیں جو نوے عورتوں کو متعہ کے ذریعے خوش کیا کرتے تھے بہر حال اللہ ہی جانے کس کی شرارت یہاں کام کر گئی پھر پوچھنے والے کا پتہ بھی نہیں کہ کون تھا جو کچھ بھی ہو ابن عباسؓ کی قرآن فہمی اور دعاء نبوی کے آثار یہی ثابت ہوئے کہ آپؓ نے نعوذ باللہ زنا کو جائز قرار دیا آخر قرآن مقدس میں تو شرعا نکاح کے شرائط موجود تھے..کیا انکا علم بھی حضرت سے نابود ہو گیا؟

لاحول ولا قوة الا بالله

﴿۲۶﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں لہو ولعب منافقوں یہودیوں اور نصرانیوں کافروں کا پیشہ

مذکور ہوا ہے اور خاص طور پر اللہ نے فرما دیا، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِى لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اللہ کے راستہ دین سے روک رکھنے کا اصل ذریعہ یہی لہو و لعب گانے بجانے اور شیطانی بانسری کی چیزیں ہیں جن سے انسان دائرہ انسانیت میں بھی رہنے کے قابل نہیں ہوتا...

بخاری محدث نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء

لیکن بخاری صاحب ایک روایت کے زریعہ شارح قرآن حامل وحی صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ذکر کرتے ہیں اور بے بصیرت روات پر اعتماد کر کے بے لگان اتہام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں کہ ،،زفت امرءة الى رجل من الانصار فقال النبى صلی اللہ علیہ وسلم يا عائشه ما كان معكم لهو فان الانصار يعجبهم اللهو،، بخاری ۲/۷۷۵ پہنچائی گئی ایک عورت بذریعہ شادی ایک انصاری مرد کی طرف تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ کیا کچھ ہے تمہارے پاس لہو یعنی گانے بجانے خوش گپیاں عیش و نشاط کی چیزوں میں سے..

کیونکہ انصار لوگ ان چیزوں کو بڑا پسند کرتے ہیں... لا الہ الا اللہ

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نہیں اتاری گئی تھی یا معاذ اللہ آپکو یاد نہ رہی تھی

،،وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِى لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،، کہ گانے بجانے کی تو تیاں ربانے طبلے اللہ کے راستہ سے روکنے کا سبب بنتے ہیں تو پھر کیا آپ ﷺ اپنے انصاریوں کو قرآن کیخلاف تربیت دیتے رہے تھے؟ اور کیا اپنے گھر بھی ایسی فحش چیزیں اور لہویات رکھا کرتے تھے؟ اور کیا عائشہ صدیقہؓ بھی انہی چیزوں پر گزارا کیا کرتی تھیں؟ پھر کیوں نہیں اس خرافی داستان کو راوی عیاش کے متھے لگایا جاتا اور اس اتہام سے امام بخاری کو کس طرح بری کیا جاسکے گا جس نے اسکو اپنی کتاب میں بڑے شوق سے درج کیا ہے...

﴿۲۷﴾ قرآنِ مقدس

قرآن کریم میں نکاح شادی کیلئے بلوغ شرط رکھا گیا ہے ،،حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ،، کی نص خود اللہ کے رسول ﷺ پر نازل ہوئی ہے پھر خاص طور پر نسآء کے لفظ سے نکاح کو جائز کہا گیا ہے تاکہ پتہ چلے کہ نکاح بالغہ عورتوں کیساتھ ہوتا ہے کیونکہ نابالغ لڑکی پر نسآء کا لفظ نہیں بولا جاتا...

بخاری محدث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین

لیکن بخاری صاحب اپنی روایت کے ذریعہ آپ ﷺ کا نابالغ لڑکیوں کیساتھ جنسی کھیل کھیلنا ثابت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں

،،ان النبی ﷺ تزوجها وھی بنت ست سنین وبنیٰ بھا وھی بنت تسع سنین،، بخاری ۲/ ۷۷۱

حضرت عائشہؓ کیساتھ آپ ﷺ کی شادی ہوئی تو انکی عمر چھ سال کی تھی اور جب بنا فرمایا تو نو سال کی تھی..

بھلا اس سے زیادہ آپ ﷺ کی توہین اور کیا ہوگی کہ حضرت عائشہؓ ابھی تک نساء کی فہرست میں بھی داخل نہ ہوئی ہوں کہ آپ ﷺ نعوذ باللہ ان سے جنسی کھیل رچائیں اور طبع آزمائی میں مشغول ہو جائیں...

بخاری صاحب روایت پرستی میں قزاق راویوں کے چنگل میں اتنا پھنسے ہوئے تھے کہ انکو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ میں خود،، ۲/ ۷۰۴،، میں کیا لکھ آیا ہوں کہ سورۃ القمر نبوت کے پانچویں سال نازل ہوئی تو حضرت ام المومنینؓ ابھی بچی ہی تھیں اور کھیلتی پھرتی کہ سورۃ القمر کی آیات یاد ہو گئیں تھیں پھر مکہ میں آپ ﷺ پندرہ سال رہے تو سورۃ القمر کے نزول کیوقت صدیقہؓ کی عمر چھ سال ہی مانی جائے تو آپ ﷺ سے نکاح ہوا تھا تو ہجرت کیوقت انکی عمر سولہ یا سترہ سال کی تو ضرور ہو گی اور بوقت رخصتی اٹھارہ انیس سال کی ہو گی.

پھر قرآن کریم کی اصطلاح کے بھی خلاف ہے کہ لڑکی کو نساء کہا جائے نیز قرآن میں بلوغ کی عمر میں نکاح کرنا آیا ہے ورنہ،، **حَتّٰی اِذَا**

بلغوالنکاح،، فرمایا ہوا جملہ بے فائدہ رہیگا تو ان تمام قوانین قرآن کیخلاف اور قانون معاشرت کیخلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصوم شخصیت کس طرح کر سکتی تھی. لعنت ہو کینہ ور بدکردار راویوں پر جنہوں نے عصمت نبوت کو داغدار کرنے سے گریز نہیں کیا اور حیرت ہے بے بصیرت روایت پرستوں پر جنہوں نے ایسی خرافات کو اپنے احاطہ علم میں جگہ دی اور درج کتاب کر دیا..

﴿۲۸﴾ قرآن مقدّس

قرآن پاک میں اہل بیت نبوی کی فضیلت میں کئی آیات اور سورت نازل ہوئی ہیں اور خاصکر عائشہ صدیقہؓ کے گھر کو تو یہ شرف حاصل ہے کہ نزول قرآن انکے بستر راحت پر ہوا اور ،،لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً،، کا مژدہ انکو سنا کر مطمئن کر دیا گیا تا کہ کوئی باولے کتے کا کاٹا ان کے حق کے خلاف بکواس نہ کرے.....

بخاری محدّث حجرہ عائشہ کی توہین

کسی شرارتی راوی کی روایت کے پیش نظر امام بخاری باب باندھتے ہیں

،،باب ما جآء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما نسب من البیوت الیھن،، بخاری ۱/۴۳۸ ﴾ تحت الباب کہتے ہیں....

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فاشار نحو مسکن عائشة فقال

ھنا الفتنة ثلاثاً من حیث یطع قرن الشیطان،،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہیں سے فتنہ اٹھیگا تین مرتبہ فرمایا...

حالانکہ،، **نحو المشرق**،، کا جملہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو گا لیکن شرارتی اور بد باطن راوی نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو فتنہ باز ثابت کرنے کیلئے ،،**نحو مسکن عائشة** رضی اللہ عنہا،، کا جملہ خلط کر دیا جو موہم تو بہر حال واقعہ ہو گا تا کہ فتنہ پردازوں کے ہاتھ ایک باسند منصوبہ کی بنیاد خود قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہو جائے...

افسوس تو امام بخاری پر ہے جس نے بلا تنقیح ہر راوی کے الفاظ کو حرف آخر سمجھ کر بے سوچ حالت میں درج کتاب کر دیا...

﴿۲۹﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس شاہد ہے کہ انبیآء کا خواب وحی کی طرح حق ہوتا ہے اور خواب کو اللہ کا نبی وحی حق سمجھتا ہے ذرہ برابر تردد نہیں ہوتا اسی لئے اللہ نے خلیل اللہ علیہ السلام کو فرمایا تھا،، **قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا**،

بخاری محدّث

بخاری کی ایک اور جھوٹی روایت جس میں راویان حدیث کی کئی تخریب

کاریاں ہیں اور بخاری اپنے قول کے خلاف کر گئے ہیں،، **عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ اُرتیک فی المنام مرتین اذرجل یحملک فی سرقة حریر فیقول هذه امرء تک فاکشفها فاذا هی انت فاقول ان یکن هذا من عندالله سیفه** 〈 **بخاری ۲/۷۶۰** 〉

آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو مرتبہ تو مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے کوئی ایک مرد ہے جو تجھے ریشمی ٹکڑے میں اٹھا لایا اور کہنے لگا یہ تیری عورت ہے پس میں اسکو کھول کر کیا دیکھتا ہوں تو اچانک تو ہی تھی تو پھر میں نے کہا کہ اگر یہ مرد اس شکل کو اللہ کی طرف سے لایا ہے تو پھر ایسا ہی ہوگا یہ میری بیوی ہی بنیگی...

اب اس بات کو بھی رہنے ہی دیجئے کہ کوئی مرد غیر محرم صدیقہؓ کی تصویر کو کس طرح اٹھا لایا؟ اگر فرشتہ ہوتا تو آپ ﷺ ضرور فرماتے کہ وہ مرد جبریل تھا نہ بلکہ فرمایا کوئی مرد تھا؟ اور اسکو بھی رہنے دیجئے کہ تصویر کشی کرنے والوں پر آپ ﷺ نے لعنت کیوں فرمائی؟ اگر اللہ کیطرف سے تھی تو تصویر کشی جائز ہوتی؟

سر دست دیکھنا یہ ہے کہ نبی کریم کا خواب تو یقیناً وحی ہونا تھا پھر آپ ﷺ نے وحی کے اندر اگر کی قید کیوں لگائی کہ اگر یہ اللہ کیطرف سے ہے تو پھر یہ ضرور

میری بیوی ہو گی کیا پیغمبر کو وحی میں شک پڑ گیا تھا؟ پھر بخاری کو اتنا ذہول ہو گیا کہ اپنا لکھا ہوا بھی یاد نہ رہا جہاں لکھا تھا کہ ،،**رؤیا الانبیاء وحی**، کیا رواۃ کے آگے اتنا بے بس ہو گئے تھے تو پھر بات وہی ثابت ہوئی نا کہ روایات کے جمع کرنے کے شوق میں محدثین روایت کے پس و پیش کا خیال نہیں کیا کرتے اور قرآن مقدس کو ثانوی حیثیت بھی نہیں دیتے......

﴿۳۰﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس میں اللہ کریم نے انبیآء علیہم السلام تو رہے اپنے مقام رفیع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی لوگوں کیلئے بھی اللہ نے فرمادیا ،،**اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ**،، کہ یہ لوگ خطاً بھی جھوٹ نہیں بولتے اور خاص کر خلیل اللہ علیہ السلام کے متعلق تو فرمایا ،،**اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقاً نَبِیّاً**،، کہ وہ بھول کر بھی جھوٹ بولنے والا نبی نہ تھا بلکہ بے حد سچائی والا نبی تھا......

بخاری محدث ابراھیمؑ پر تہمت

لیکن بخاری صاحب خلیل اللہ علیہ السلام کو جھوٹ بولنے والا نبی روایت کر رہا ہے ،،**لم یکذب ابراھیم الا ثلٰث کذبات**،،

﴿بخاری ۲/۶۱۷﴾

بحالیکہ جن باتوں کو کذاب راوی نے جھوٹ کہا ہے وہ قطعاً سچ ہیں ایک بھی

ان میں نہ توریہ ہے اور نہ جھوٹ... لیکن بد دماغ رواۃ کا چونکہ اپنا وطیرہ ہی جھوٹ ہے اس لئے ایک پاک طینت جد الانبیاء ابو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت کو اپنی بد سرشتی میں ملانا چاہتے تھے جبکہ قرآن مقدس میں نص قطعی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توریہ اور جھوٹ کے عیب سے براءت ذکر فرمائی ہے اور فرمایا ،، **وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا** صادق نہیں فرمایا بلکہ صدیق فرمایا جس کسی کو بھی اللہ کیطرف سے صدیق کا لقب عطا ہوا ہے تو تاریخ عالم اور سیر عالم میں کوئی ایک مثال نہیں ملتی کہ اس صدیق نے بھول کر بھی کبھی جھوٹ بولا ہو......

بلکہ یوسف صدیق نے تو خواب کی تعبیر میں بھی توریہ یا جھوٹ سے کام نہیں لیا تھا سچ ہی سچ تھا... الا یہ کہ امام بخاری ہی ہیں جنہوں نے لعنتی راویوں پر اعتماد کر کے صدیق اکبر ابراہیم علیہ السلام کے متھے ایک ہی نہیں بلکہ تین جھوٹ لگائے ہیں ،، **لعنة الله على الكاذبين** ،،

رہا ظالم بادشاہ والا افسانہ اور حضرت کا بیوی سارہ کو اختی کہنا تو وہ سرے سے ساری داستان ہی جھوٹی اور بکواس ہے نہ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا اور نہ ابراہیم نے ایسا فرمایا وہ بھی ساری شرارت رواۃ کی ہے حقیقت کچھ بھی نہ ہے...

(۳۱) قرآنِ مقدس

قرآن پاک میں مسلمان کیلئے حرام اور پلید چیزوں کے استعمال سے دور رہنے کا حکم ہے اور حلال طیب استعمال کرنے کا حکم ہے ،، **كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا**،، اور نبی علیہ السلام نے حرام اشیاء سے دور رہنے کا حکم دیا اور اندرونی بیرونی پلیدی سے صحابہ ؓ کا تزکیہ فرما دیا،، **يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ**،، نجس اور پلید اشیاء کو ان پر حرام الاستعمال کہا......

بخاری محدث نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

لیکن بخاری میں ایک اور جھوٹی روایت جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح جھوٹ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اونٹوں کے پیشاب پینے کا حکم دیا تھا۔ قبیلہ عقل کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے مدینہ عالیہ مقام حسنہ میں ٹھرائے گئے آب وہوا کے موافق نہ آنیکی وجہ سے بیمار پڑ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹ جہاں رہتے ہیں وہاں چلے جاؤ اور وہاں اونٹوں کا پیشاب بھی پیو اور دودھ بھی پیو،، **فامرهم ان ياتوا ابل الصدقة فيشربوا من ابوالها والبانها**،،

﴿بخاری ۲/۱۰۰۵﴾

امام بخاری کو اتنا بھی خیال نہیں آیا کہ میں راویوں کی مرض کی تحقیق پہلے کر لوں کہ ایسا روایت کر کے کیا کرنا چاہتے ہیں کسی کو مغالطہ ہوا ہے یا اپنی تیرہ قلبی

اور کینے وری کا ثبوت دے رہے ہیں کہ جس حرام میں اللہ تے شفا بھی نہیں رکھی اور جو پیشاب بدن اور کپڑوں کو پلید کر دیتا ہے..آپ ﷺ مسلمان انسان کو اسکے پی لینے کا حکم کس طرح دے سکتے ہیں؟

یہ امام بخاری کی بے نظری اور حلال وحرام کی حقیقت سے ناواقفی اور اس سے بے پرواہی کی دلیل تو نہ بنے گی؟ یا روایات جمع کرنے کی دھن میں وہ ایسا کر گئے ہیں؟ ورنہ اسی رویت کے بعد والی روایت میں خود درج کیا ہے کہ ان لوگوں نے کہا تھا،،**ابغنا رسلاً یا رسول اللہ**،، ہمکو دودھ چاہیے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہاں دودھ تو نہیں ہے وہاں صدقہ کے اونٹ کے مقام پر چلے جاؤ وہاں دودھ عام مل جائیگا...چنانچہ وہ گئے تو از خود پیشاب پینے لگ گئے آپ ﷺ نے کوئی حکم نہ دیا تھا،،**فاتوھا فشربوا من البانھا وابوالھا**،، تو امام بخاری کو کیا فائدہ ہوا کہ دورخی روایات صرف تکثیر روایات کیلئے جمع کر دیں....

﴿۳۲﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن پاک میں صحابہ کرامؓ کے **معفو عنھم** اور **مغفور لھم** اور **مرضی عنھم** کے علاوہ ہمیشہ کیلئے پاک صاف ہونے کے لیے اللہ نے ...آیات نازل کر کے انکو پیغام مسرت فرمایا اور وہ ہمیشہ کیلئے،**اُولٰئِکَ**

حِزْبُ اللّٰہ،، اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُوْمِنُوْنَ حَقًا،، اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْن،،، اُولٰئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْن،، کے القاب سے ملقب بنے گئے اور اللہ کے رسول علیہ وسلم صلی اللہ انکی طرف سے مطمئن ہوکر وفات یافتہ ہوئے....

بخاری محدث صحابہؓ پر بدعت کا فتویٰ

لیکن بخاری کی کتاب نے صحابہ کرامؓ کو معاف نہیں کیا آپکی وفات کے بعد انہی صحابہ کو ورطہ ارتداد میں داخل کرنے اور قرآن کی صریح بغاوت کیلئے بخاری صاحب نے روات کے ذریعہ انکو بری طرح بدنام کرنیکی سعی نامراد کی ہے اور کہا،، **لیردنّ علی ناس من اصحابی الحوض حتی عرفتهم اختلجوا دونی فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک،،〈بخاری ۲/۹۷۴〉**

حوض کوثر پر میرے اصحاب کی جماعت میرے پاس آئیگی (جنکو میں نے زندگی میں کہا،، **موعد کم الحوض،،**) اور میں انکو پہچان بھی لوں گا تو اچانک وہاں سے اچک لئے جائیں گے تو میں کہوں گا یہ تو میرے صحابہؓ ہیں انکو کیوں مجھ سے دور کیا جارہا ہے تو مجھے اللہ کہیگا کہ آپ کو پتہ نہیں کہ آپکی موت کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعات وارتداد کے فتنے جاری کئے تھے...

یہ حال ہے امام بخاری کی قرآن فہمی کا اور قرآن کے روایات پر مقدم سمجھنے کا

اور اتنا بھی نہ سوچا کہ قرآن تو کہہ رہا ہے،،، **یدخلون فی دین اللہ افواجاً،،** کہ آپکی وفات کے قریب تو لوگ فوج در فوج اور بھی دین میں داخل ہو جائیں گے۔۔ اور میرے راوی کیا بکواس کرر ہے ہیں کہ نہیں پہلے اور قدیم صحابہؓ کی جماعت بھی بدعت وارتداد میں چلی جائیگی۔ **العیاذ باللہ۔**

یہی بکواس تو روافض کے مذہب کی بنیاد تھی جو زہری ایسے حلال خوروں نے امام بخاری کا مذہب بھی یہی ثابت کرنا چاہا ہے روافض کا بھی متفقہ مذہب شیطانی یہ ہے کہ ،، **ارتد اصحاب النبی ﷺ بعد وفاتہ الا ثلثۃ،،** کہ علی، سلمان، مقداد، کے علاوہ سب صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے،،،

۔۔۔معاذ اللہ من۔۔

﴿۳۳﴾ قرآنِ مقدّس

قرآں مقدس سے اگر صحابہؓ کا نام نکال لیا جائے تو قرآن مقدس کا مفہوم سمجھ نہ آ سکے کیونکہ قرآن مقدس کا تقدس اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ ہی ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ کی پاک طینت کا تزکرہ قرآن میں بے شمار ہے انکی پاکیزگی جس قدر قرآن نے بیان کی ہے اتنی کوئی کتاب نہیں کر سکتی۔۔۔ قرآن نے جس طرح قیامت میں نبی اللہ سے ہر قسم کی ندامت سے پاکیزگی بیان کی ہے اسی طرح اصحاب رسول ﷺ سے بھی بیان کی ہے ،،، **یَوۡمَ لَا یُخۡزِی**

اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا، کا مژدہ سنا رہی ہے۔

بخاری محدث

لیکن برا ہو لعنتی راویوں کا جنہوں نے اپنی چابکدستیوں سے امام بخاری کو بھی صحابہ کرامؓ پر بدظن کر دکھایا وہ بھی بے سوچے سمجھے روایت ٹانک دیتے ہیں اور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک طینت کو عیب ناک کر کے ہی چھوڑا ہے کہ ،،یرد علی یوم القیامۃ رھط من اصحابی فیخلئون عن الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انھم ارتدوا علی ادبارھم القھقری،،۔ 〈بخاری ۹۷۴/۲ کتاب الحوض〉

قیامت کے دن حوض کوثر پینے کیلئے میرے اصحاب میں سے ایک گروہ آئیگا تو انکو حوض سے دھکیل دیا جائیگا تو میں کہوں گا اے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے اسکا کوئی علم نہیں جوانہوں نے تیرے بعد فتنہ انگیزی کی تھی تیرے بعد یہ لوگ دین حق سے برابر الٹے پاؤں بنتے رہے۔. زہری راوی نے بخاری کو اتنا اعتماد میں لے رکھا تھا کہ بخاری صاحب کو صحابہؓ کی حیثیت عرفی قرآن سے معلوم کرنے کا موقعہ ہی نہ مل سکا....

رابطہ/ جامع مسجد علیؓ جامعہ معاویہ نور القرآن عقب گورنمنٹ ہائی اسکول کھیالی بائیپاس گوجرانوالہ/ 03066659390

﴿۳۴﴾ قرآنِ مقدس

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَالَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْ آتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ.........وَبَنَاتِ عَمِّکَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِکَ وَبَنَاتِ خَالِکَ وَبَنَاتِ خَالَاتِکَ الّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ،،،الآیۃ

یعنی آپ کیلئے موجودہ بیویوں کے علاوہ بس مہاجرات میں سے چچا کی یا پھوپھی کی یا ماموں کی یا خالہ کی بیٹی حلال ہے...لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِھِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ،،،الآیۃ

اب انکے علاوہ آپ پر کوئی عورت حلال نہیں ہے اور نہ ہی تبدیل کرنے کی اجازت ہے یہ نص قطعی ہے جو سورت احزاب ۵ ہجری میں نازل فرما کر اللہ نے آپ کیلئے قانوناً ذکر فرما دیا....

بخاری محدث

لیکن امام بخاری بے حیا راوی ابو حازم کے ذریعہ آپ ﷺ پر یہ الزام اور روایت ذکر کرتے ہیں جس میں قرآن کی نص قطعی کیخلاف آپ ﷺ کا ایک عیاش عورت سے نکاح کرنے کی کوشش کرنا ثابت ہو رہا ہے جو عورت نہ مہاجرات میں سے نہ واہبۃ النفس میں سے اور نہ ہی آپکی رشتہ دار اور نہ ہی ایماندار اور نہ ہی آپ ﷺ سے واقف بس ایک آوارگی میں مست ہی تھی

لا غیر ،،حدثنی ابو حازم عن سهل ابن سعد قال ذکر للنبی صلی اللہ علیہ وسلم امرء ة من العرب فامر ابا اسید الساعدی ان یرسل الیها فقدمت فنزلت فی اجم بنی ساعدة فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیها حتیٰ جاء ها فدخل علیها فاذا امرء ة منکسة راسها فلما کلمها النبی صلی اللہ علیہ وسلم ؛؛الخ

〈بخاری ۲/ ۸۴۲ اواخر کتاب الاشربة〉

(ا) کسی عورت کا ذکر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر بے تابی سے قاصد کو کہنا کہ اسکو بلوالو کیا یہ شان نبوت کے مناسب ہے؟ کیا اس عورت کا والی وارث کوئی نہ تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات کرتے وہ عورت اتنی خود مختار تھی اور آزاد تو ایسی عورت پر اللہ کا پیغمبر اتنا فریفتہ ہو جائے کیا یہ ہو سکتا ہے؟ کیا وہ عورت اپنے متولی وارث سے بھی سرزور تھی کہ پیغام ملنے پر دوڑتی چلی آئی اور ایسی آوارہ عورت کی خواہش اللہ کا پیغمبر کر سکتا ہے؟ کسی عورت کیطرف براہ راست خطبہ کیلیئے قاصد بھیجنا جبکہ اسکے والی وارث بھی زندہ ہوں ایسا کام تو کوئی چنڈ وباز بھی نہیں کرتا اللہ کے پیغمبر سے یہ کس طرح ممکن تھا؟ پھر اس عورت کا پوچھنے پر یہ جواب دینا کہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتی بھی نہیں یعنی وہ کافرہ اور کافر کی بیٹی تھی تو ایسی کافرہ مشرکہ کو خطبہ کرنا قرآن کی نص قطعی کے صریح خلاف نہیں تھا؟

سب سے زیادہ دل آزار بات تو یہ ہیکہ اللہ کے منع کرنے کے باوجود آپ ﷺ نے معاذ اللہ باغیانہ ارادہ فرمایا اور خطبہ کرنا شروع کر دیا..

﴿۳۵﴾ قرآن مقدس

قرآن پاک میں جن عورتوں کیساتھ آپ نکاح شادی کر سکتے تھے یہ بھی اجازت تھی کہ اگر کوئی مومنہ عورت آپ ﷺ کیلئے از خود اپنی جان ھبہ کر دے تو آپ ﷺ چاہیں تو اس سے شادی کر سکتے ہیں بشرطیکہ واھبہ عورت مومنہ ہو اور از خود بغیر آپ ﷺ کے مطالبہ کے اپنا نفس ھبہ کر دے ،،، **وَامْرَءَةً مُؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا**،، یعنی پہلے واھبۃ النفس ھبہ کرے بعد میں نبی کا ارادہ ہو جائے تو نہ یہ کہ نبی ﷺ کا ارادہ پہلے ہو جائے اور عورت سے کہے کہ تو مجھے اپنا نفس ھبہ کر.. نہیں بلکہ عورت از خود ھبہ پہلے کرے بعد میں نبی اور وہ بھی تب اگر ارادہ ہو جائے...

بخاری محدّث

لیکن بخاری صاحب نے لعنتی راویوں پر اعتماد کر کے بڑے وثوق سے روایت جڑ دی کہ آپ ﷺ نے اللہ سے معاذ اللہ بغاوت کر کے قرآن کے صریح خلاف ہو کر اس آوارہ عورت اور نخوت کی پیداوار سے از خود مطالبہ کر دیا

کہ تو مجھے اپنا نفس ھبہ کر دے (نعوذ باللہ عورت پر اتنا فریفتہ ہو گئے کہ اسکی شہرت حسن سن کر بے تابی سے اور بے صبری کیساتھ اللہ کے فرمان کی بھی پرواہ نہ کی) تو اس نخوت ذادی نے کتنی کمینہ واری سے جواب دیا کہ تیرے ایسے بازاری آدمی کو میرے جیسی ملکہ کس طرح اپنا نفس دے سکتی ہے...

فلما دخل علیها النبی ﷺ قال هبی نفسک لی قالت هل تهب الملکة نفسها للسوقه، ۷۹۰ کتاب الطلاق

امام بخاری بھی راویوں کی عجیب گرفت میں آئے کہ نہ قرآن کو دیکھا نہ آپ ﷺ کی حیثیت عرفی کا پاس کیا ذہن بند کر کے روایت ٹانک دی....

﴿۳۶﴾ قرآن مقدس

آپ ﷺ جنگ تبوک کے جہادی سفر پر تھے جب سورۃ براءۃ کا ساتواں، آٹھواں، نواں، دسواں، گیارواں، اور بارہواں رکوع نازل ہوا تھا چنانچہ دسویں رکوع میں آیت،، **اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ**،، اور آیت،، **لَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا**،، گیارویں رکوع میں ہے یہ دونوں آیات جنگ تبوک دوران سفر اتری تھیں یہ آیات بطور پیش بندی اللہ نے اتار کر یہ سبق دیا تا کہ آپ ﷺ کسی منافق کافر کیلئے کوئی سفارش یا استغفار نہ کریں اسی لئے آپ ﷺ نے ابی ابن سلول کا جنازہ بھی

نہ پڑھا اور نہ اسکیلئے کوئی استغفار کی...

بخاری محدّث نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ

لیکن بخاری صاحب نبی علیہ السلام پر صریح جھوٹ پر مبنی روایت لاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن سلول کا جنازہ پڑھا تب یہ آیات نازل ہوئیں اور دوسرا جھوٹ راویوں کا یہ مان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا اسلیئے اسکا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا...

انی خیرت فاخترت لو اعلم انی ان ذدت علی السبعین یغفرله لذدت علیها فصلیٰ علیه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فلم یمکث الا یسیراً حتی نزلت الآیتان من براءة ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم کفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون،،، (بخاری ۱/ ۱۸۲ جنائز)

تمام علماء اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ ابن سلول کی موت اس وقت واقع ہوئی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے بخیر و عافیت مدینہ عالیہ تشریف لا چکے تھے اب اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اسکا جنازہ پڑھانا لگایا جائے جیسا کہ کذاب راویوں نے کہا ہے تو پھر اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے خلاف اللہ کے رسول نے معاذ

اللہ بغاوت کر کے باوجود منع کرنے کے جنازہ پڑھایا؟

جب اس مردود کی موت سے بھی پہلے انکے لیئے دعا و مغفرت طلب کرنے سے منع کر دیا تھا اور ،،ابداً،، کے لفظ سے ہمیشہ کیلئے منع فرما دیا گیا تھا تو اللہ کے معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا الزام لگانے والا راوی مسلمان کس طرح ہوگا بے لگتی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہہ کر جہنم میں اسکا گھر کیوں نہ ہوگا؟

دوسرا بہتان یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے ،،**لا حول ولا قوۃ الا باللہ**،، قرآن کے کس لفظ سے اختیار دیا جانا لکھا ہے کیا ،، **سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَ اَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُم** ،، میں ام جو بمعنیٰ او ہے وہاں اختیار یا الٹا نفی ہے....

حالانکہ مطلب آیت کا صاف تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکے لیئے دعا کرنا نہ کرنا برابر ہے جب انکو فائدہ ہی کوئی نہ ہوگا پھر نفی کی تاکید بھی ساتھ مذکور ہے تاکہ کوئی بد بخت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے متھے اختیار ہی نہ لگا دے ،،**اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ**،، پھر نفی کی تاکید کے بعد نفی کی تابید بھی ذکر کر دی گئی ابداً کے ذریعے ...لیکن برا ہو بد باطن راویوں کا جنہوں نے قرآن کو کچھ سمجھا نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک حیثیت کا خیال کیا حتی کہ امام بخاری جیسے جلیل محدث کو بھی قرآن کی طرف سے خیرہ چشمی کرنا پڑی

انہوں نے بھی نقد ونظر کیساتھ روایت کو نہ پھٹکا جو کچھ راویوں نے اگل دیا انہوں نے بھی درج کتاب کر ہی دیا...

﴿۳۷﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس کا مصداق جتنا صحابہ کرامؓ کی سیرت پاک ہے اتنا سوائے آپ ﷺ کے اور کوئی ہو یہ ناممکن ہے وہ جنکے دلوں کی منجھائی کر کے کلمۂ حق اللہ خود پیوست کردے وہ صحابہؓ ہی ہیں،، **اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی،،،** بلکہ فرمایا،، **اَلْزَمَھُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی،** جس کا نکھار میدان قیامت میں ہی انکو بلا حساب مغفرت کے رنگ میں ہوگا..

بخاری محدّث

اس کے بالکل برعکس امام بخاری کے رواۃ کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی جماعت معاذ اللہ مرتد ہونیکی کی حالت میں اللہ کے حضور پیش ہونگے اور امام بخاری زہری ایسے باتونی اور پھکڑ باز رفض نواز راویوں کو حقائق قرآن پر ترجیح دیکر اپنی کتاب میں درج کررہے ہیں....

ان ناسا من اصحابی یؤخذ بھم ذات الشمال فاقول اصیحابی اصیحابی فیقول انھم لم یزالوا مرتدین علیٰ اعقابھم منذ فارقتھم،، ﴿بخاری ۱/۴۷۳﴾

میرے محبوب اور پیارے صحابہؓ کی جماعت کو گرفت میں لیا جائیگا تو میں کہوں گا یہ تو میرے پیارے ہیں تو مجھے کہا جائیگا ..تو جب سے ان سے جدا ہو کر دنیا سے چلا آیا تھا یہ برابر مرتد ہی ہو رہے تھے اب غور فرمائیے..

اصیحابی،،لفظ سے جسطرح ان کا آپ ﷺ سے چھوٹا ہونا ثابت ہوا اسی طرح انکا آپ ﷺ کی نظر میں انکا محبوب ہونا بھی ثابت ہوا جسطرح حضرت عمرؓ سے فرمایا،،**یا اخیّ**،،اے میرا چھوٹا اور پیارا بھائی....

پھر چھوٹا اور پیارا بھائی اول مصداق میں ابوبکر الصدیقؓ اور عمرؓ پھر عثمانؓ و علیؓ ھلم جراً... یہ سارے تو ہو جائیں بقول لعنتی رواتِ بخاری مرتد تو نبوت کے پلے باقی کیا بچیگا...

اللہ معاف فرمائے اللہ کرے امام بخاری ایسے الزام میں شامل نہ ہوں لیکن کیا کہا جائے کہ اکثر محدثین کا شعبۂ حیات چونکہ روایات جمع کرنا تھا اس لئے روایت کے پس و پیش دیکھ کر روایت کرنا ہر کسی کا کام نہیں ہوتا...

﴿۳۸﴾ قرآن مقدس

قرآن مقدس جس شان سے نازل کیا گیا اسی شان سے جمع ہوا حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ کی نگرانی میں جمع ہونیوالا قرآن وہ یہی ہے جو اسوقت پوری دنیا میں موجود ہے حفصی قراءت والا قرآن موجود اور محفوظ ہے

کوئی دوسری قراءت اس میں موجود نہیں ہے..

اور دوسری قراءت والا قرآن اس سرزمین پر بھی معدوم ہے باقی اور دوسری قرائتیں کوفہ کے قاریوں کی اخراج کی ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ سے قطعا ثابت نہیں ہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے کسی صحابیؓ کو مختلف قرائتیں بتا کر مغالطہ میں ڈالا تھا...

بخاری محدّث

لیکن امام بخاری اپنی کتاب میں صحابہ کرامؓ کے نام پر ایسی روایات لاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کو کچھ قراءت سکھائی اور بعض کو اسکے خلاف سکھائی اور یوں ان میں اختلاف کا سبب خود آپ ﷺ بنے..معاذ اللہ بخاری نے اپنی کتاب مین تین جگہ یہ روایت ذکر کی ہے..۳۲۵،۴۹۴،۷۵۷...

جس کا خلاصہ یہ ہیکہ ابن مسعودؓ نے فرمایا میں نے ایک آدمی کو سنا آیت پڑھ رہا تھا اور مجھے رسول اللہ نے اسکے خلاف بتائی تھی تو میں اسکو گھسیٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا اس نے بھی آیت سنائی اور میں نے اس کے خلاف سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا دونوں صحیح ہو...

حالانکہ دو میں سے ایک ہی نازل ہونیوالی صحیح تھی ورنہ یہ لازم آیا کہ آپ ﷺ

ہی نے انکو ایکدوسرے کیخلاف بتایا تھا اور اختلاف میں ڈال کر لڑا دیا...

﴿۳۹﴾ قرآن مقدس

قرآن مقدس ایک ہی حرف پر نازل ہوا جس حرف پر نازل ہوا اسی حرف کیساتھ موجود ہے نہ اللہ نے مختلف قرائتوں میں نازل کیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابیؓ کو کچھ اور کسی اور صحابیؓ کو کچھ پڑھایا نہ کسی صحابیؓ نے موجودہ حرف کے خلاف پڑھا جس قدر دوسری قرائتیں ہیں وہ کوفہ کے بعض قراء کی اخراج کی ہوئی ہیں اگر دوسری قراءتیں نازل ہوتیں تو ہر قراءت کیلئے قرآن علیحدہ ہوتا یا اسی قرآن میں وہ درج ہوتیں حالانکہ ایسا قطعاً نہیں ہے..

بخاری محدّث

لیکن امام بخاری کہتے ہیں کہ اس موجودہ حرف کے علاوہ دوسری قرائتیں بھی نازل ہوئی ہیں سبعہ قراءت پر قرآن نازل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کوئی قرائت پڑھاتے تھے اور کسی کو کوئی اور قرائت پڑھاتے تھے

﴿لاحول ولا قوۃ﴾

جس سے صحابہؓ کے اندر خانہ جنگی کی حد تک اختلاف ہو جاتا تھا حتی کہ ایکدوسرے کے گلے میں پھندا ڈال کر اور گھسیٹ کر دربار نبوی میں لے جاتے تھے گویا یہ اختلاف انکے درمیان خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈال دیا تھا

کسی کو کچھ بتاتے اور کسی کو کچھ اور حرف بتاتے ،، **معاذ اللہ** ،، حتی کہ حضرت عمرؓ نے ہشام ابن حکیمؓ کے گلے میں پھندا ڈالا اور گھسیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہشام کو سورت فرقان اور طرح پڑھائی تھی اور حضرت عمرؓ کو اسکے خلاف پڑھائی تھی جس سے یہ لازم آیا کہ اصحابؓ کو غلط فہمی میں خود رسول اللہ نے ڈال دیا تھا اور اللہ کے اتارے ہوئے قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹکڑے کر کے کسی کو کوئی ٹکڑا پڑھایا اور دوسرے کو کوئی اور ٹکڑا پڑھا دیا.. **لاحول ولا قوة الا باللہ**.... یہ روایت جو امام بخاری نے اپنے با اعتماد استاذ حدیث جناب زہری سے نقل کی ہے جو شیعوں میں شیعہ اور سنیوں میں اہل سنت تھا اس پر امام بخاری کو اتنا اعتماد ہے کہ اسکی بات کو قرآن کی طرح حرف آخر سمجھتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ یہ کیا بک رہا ہے اس سے قرآن کی صداقت پر کتنا حرف آتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کتنا عدالت سے دور سمجھی جائیگی... صحیح بخاری ۳۲۶...۷۴۷...۷۵۴...۱۰۳۵...۱۱۲۶، متقارب الفاظ کیساتھ پانچ جگہ ذکر کی ہے کسی ایک جگہ بھی قرآن کی حیثیت کو خاطر میں نہیں لائے...

۴۰ قرآنِ مقدس

قرآن پاک میں مسلمانوں کے دو گروہوں میں اگر لڑائی ہو جائے تو حکم ربانی

ہے کہ انکے درمیان صلح کرادو... ،،وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُومِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْ بَیْنَهُمَا،، الآیة

اور سورت حجرات کی یہ آیت باتفاق علماء فتح خیبر کے بعد نازل ہوئی تھی...

بخاری محدث

لیکن امام بخاری جنکو روایات جمع کرتے وقت قرآن کے مفہوم سوچنے کی غالباً فرصت ہی نہیں ملتی اور نظر انکی زیادہ اسناد جوڑنے تک محدود رہتی ہے خواہ وہ روایت سنداً منقطع ہی کیوں نہ ہو جیسے یہی روایت جو یہاں ٹانک دی ہے کہ عبداللہ ابن ابی جبکہ ابھی کافر ہی تھا... اسکی پارٹی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اصحابؓ کی جماعت تھی باتوں باتوں میں انکے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لاٹھیوں اور جوتوں کیساتھ لڑائی ہوگئی.. ﴿بخاری ۳۷۱ کتاب الصلح﴾

تو امام بخاری غور وفکر کیے بغیر راوی پر اعتماد کرکے لکھتے ہیں کہ آیت،، وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُومِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا،، انہی دو گروہوں کے حق میں اتاری گئی تھی حالانکہ قرآن میں لفظ مومنین بھی انکو نظر نہیں آیا جبکہ وہ لڑائی مومنوں اور کافروں کے درمیان تھی..ابن ابی اس لڑائی کیوقت کٹر کافر تھا ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا وہ تو مسلمانوں کی فتح اور شان وشوکت غزوہ بدر میں دیکھ کر بعد میں منافقانہ اسلام لایا تھا...

﴿41﴾ قرآن مقدس

قرآن مقدس میں یہ بیان ہوا ہے کہ جو شئے مسلمانوں کیلئے ضرر رساں ہو اور اس سے کبھی نفع کی توقع نہ ہو تو اسکو مٹا دیا جانا چاہیے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ جانوروں کو بھی قتل کر دینے کا حکم دے دیا اور فرمایا.. **اقتلوا الخمس الفویسقه** ،، جن سے فائدہ کی توقع کی بجائے نقصان ہی کی امید ہوتی ہے خاص طور پر قرآن نے انبیآء علیہ السلام کا یہ خاص کردار ذکر کیا ہے وہ اللہ کی رحمت کا عملی نمونہ ہوتے ہیں بلند اخلاق کہ ضود تکالیف برداشت کر لیتے ہیں لیکن کسی کو دکھاتے نہیں ہیں..

بخاری محدث

لیکن امام بخاری ایک قصہ نقل کرتے ہیں جو غالبا کسی یہودی النسل کا بتایا ہوا ہے جس میں ایک پیغمبر کا اللہ کی تسبیح کرنیوالے جانداروں کو قتل کرنا ثابت ہوتا ہے حالانکہ ایسا فعل انبیآء کی سیرت سے قطعاً میل نہیں کھاتا... کہ اللہ کے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو انہوں نے چیونٹیوں کا پورا استھان جلوا دیا حالانکہ وہ چیونٹیوں کا پورا استھان اللہ کی تسبیح کر رہا تھا تو اللہ نے فرمایا کہ اے پیغمبر ایک چیونٹی نے تمکو کاٹا مگر تو نے پورا استھان جلا دیا حالانکہ وہ تو اللہ کی تسبیح وتقدیس میں مشغول تھیں... **قرصت نملة نبیاً من الانبیآء**

فامر بقرية النمل فأُحرقت فاوحی الله اليه ان قرصتک نملة فاحرقت امة من الامم تسبح الله...〈بخاری ۴۲۴ کتاب الجهاد〉

یہودیوں کی اڑائی ہوئی ظالمانہ گپ امام بخاری نے قبول کر لی..

﴿۴۲﴾ قرآنِ مقدس

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا،

میں اللہ نے فرمایا کہ عہد و پیمان اور قسم کے ذریعہ کسی کام کو اپنے اوپر لازم کر لینا سوت کاتنے کے مشابہ ہے کاتنے والی محنت کر کے روئی وغیرہ کو کات کر اور بل دیکر دھاگے کی شکل میں لاتی ہے ان دھاگوں سے کپڑے بنے جاتے ہیں مگر اس نامراد بیوقوف عورت کو کیا کہا جائے جو محنت کر کے سوت کاتے پھر کاتے ہوئے سوت کے بل اتار کر اسکو ریزہ ریزہ کر ڈالے..یعنی عہد و قسم کی خلاف ورزی ایسی ہی حماقت ہے

انکاثا کا واحد نکث ہے بمعنی ریزہ ٹکڑا پس آیت میں **نقضت غزلها** بطور تمثیل ہے نہ یہ کہ کسی قصہ کا ذکر ہو...

بخاری محدث

لیکن داد دیجئیے امام بخاری کو جو قرآن کی اس آیت کی تفسیر ایک عورت کا واقعہ

بتاتے ہیں جو خرقاء نامی مکہ میں رہتی تھی اور صبح کو سوت کات کر شام کو توڑ موڑ دیتی تھی پھر کمال تعجب ہے کہ بخاری صاحب ایسی تفسیر سدی کذاب اور اسکے تلمیذ احمق صدقہ بن ابی عران پر اعتماد کر کے اپنی کتاب میں درج کر دیتے ہیں..

,,قال ابن عیینة عن صدقة انکاثا هی خرقاء کانت اذا ابرمت غزلها نقضه،،، بخاری ۶۸۳

﴿۴۳ قرآن مقدس﴾

قرآن مقدس کے نزول سے قبل تو شیاطین الجن کو کوئی آسمانی خبر فرشتوں کی آپس میں گفتگو کے ذریعہ آدھی پونی سن لی جاسکتی تھی مگر نزول قرآن کے بعد انکے لئے اللہ نے شہاب انکو بھسم کرنے والے مقرر کردئے جنکی وجہ سے وہ کوئی سی بات سننے سے بھی محروم کردئے گئے خود جنات بھی اس کے اقراری ذکر کیے ہیں قرآن میں ،،وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا،، اور سطح آسمان کے قریب کچھ ٹھکانوں میں سننے کیلئے جا بیٹھتے تھے پس اب جو وہاں سننے کیلئے پہنچے تو اپنے لئے ایک شعلہ جلا دینے والا تیار پاتا ہے یعنی اب کسی جن کا پہلے کی طرح سننا ممکن نہیں رہا..

بخاری محدث

لیکن امام بخاری کی قرآن میں بصیرت کی داد دیجئیے کہ وہ نزول قرآن کے بعد بھی اسکے قائل ہیں کہ جن شیاطین اب بھی کوئی نہ کوئی فرشتوں کی بات سن کر اپنے کاہن مریدوں کو بتا دیتے ہیں اسلئے کاہنوں کی وہ بات سچی ثابت ہوتی ہے اور کاہن اس سچی بات میں اور جھوٹ بھی ملا لیتے ہیں...

،ان الملئکۃ تنزل فی العنان وھو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع فتسمعہ فتوحیہ الی الکھان فیکذبون معھا مأۃ کذبۃ الحدیث،﴿ بخاری ۴۵۶ بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ﴾

بخاری صاحب کا شغل چونکہ روایات میں لگن ہی تھا اس لئے انکی توجہ سورۃ الجن،،سورۃ الحجر،، الصافات،، کی طرف نہ ہوئی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس جھوٹ کی نسبت نہ کرتے....

﴿۴۴﴾ قرآنِ مقدس

قرآن پاک جن حروف جن الفاظ جن کلمات کے ساتھ اترا تھا اور جس قرائت کیساتھ نازل کیا گیا تھا اسی ہیئت وکیفیت اور اقدار کیساتھ پوری دنیا میں موجود ہے کوئی حرف وقرائت ایسی نہیں ہے جو اس موجودہ قرآن کے

علاوہ ہو یہی قرآن ہی اپنی ہیئت و کیفیت کیساتھ نبی ﷺ نے پڑھایا اور یہی شیخین رضی اللہ عنہ نے اپنی نگرانی میں جمع کروایا اور یہی پوری دنیا آج تک پڑھ رہی ہے اسی پر اعراب امیر حجاج نے ستر علماء کی موجودگی میں لگوائے اور اسی قرآن کے متعلق اللہ نے فرمایا، **ولقد یسرنا القرآن للذکر،،** اگر کوئی اور قرائت و حروف ہوتے تو **یُسر** نہ ہوتا عسر اور تکلیف ہی ہوتی... صرف یہی قرائت ہی ہے جو آج تک قرآن کی شکل میں پڑھایا، یاد کیا اور چھاپا جاتا ہے لاغیر.....

بخاری محدّث

لیکن امام بخاری ہی وہ امیر المحد ثین مشہور ہیں جو نقل کر رہے ہیں کہ سات قرائتوں اور حرفوں والا قرآن ہے مگر یہ نہیں بتاتے کہ وہ سات قرآن اور سات حروف کہاں غائب میں ہیں کہاں چھاپے گئے اور کہاں موجود ہیں موجودہ قرآن اپنی ہیئت قضائی کیساتھ تو موجود ہے اسکے علاوہ وہ قرآن کہاں ہے جسکی روایت ذہن بند کر کے امام بخاری نے فرمادیا ہے،، **ان رسول اللہ ﷺ قال اقراء نی جبریل علی حرف فلم ازل استزید فیزیدنی حتی انتھی الی سبعة احرف،،**

﴿بدء الخلق ۴۲۷﴾

جبریلؑ نے مجھے قرآن پڑھایا ایک حرف پر تو میں برابر ایک سے زائد حرف پر پڑھنے کی خواہش کرتا رہا آخر میں سات حروف پر پڑھنے کی اجازت دی...

اگر اتنی قرائتیں ہوتیں تو ہر عام وخاص پر سب کا پڑھنا فرض ہوتا جسطرح اس موجودہ قرآن کی تلاوت فرض ہے تو پھر ،،**ولقد یسرنا القرآن**،، کا جملہ تو جھوٹ بنتا..یہ ہے محدثین کا حال جو قرآن میں بھی اختلاف ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتے.

﴿۴۵﴾ قرآن مقدس

(۱) قرآن کے آداب میں سے ہے کہ ایک پڑھے تو دوسرا سنے اللہ کا قاری مقری جبریلؑ پڑھے تو محمد ﷺ سنے اور اللہ کا قاری مقری محمد ﷺ پڑھے تو آپ ﷺ کے مقتدی سنیں جس طرح جبریلؑ نے پڑھا تو آپ ﷺ نے سنا اور آپ ﷺ نے پڑھا تو جنات نے خاموش ہو کر سنا اسی طرح صحابہؓ نے خاموش ہو کر سنا...

(۲) قرآن کی بے ادبی میں سے ہے کہ پڑھنے والا پڑھ رہا ہو اور اسکے سامنے بجائے سننے کے پڑھا جائے خواہ کچھ بھی پڑھا جائے خواہ حدیث ہی کیوں نہ پڑھی جائے کیونکہ اس سے قرآن کی پڑھائی میں لڑھا اور تخلیط و تخریب کاری ہوگی جسکو خود قرآن نے بیان کر دیا ہے کہ یہ وطیرہ کافروں کا ہے

مسلمانوں کا نہ ہے،، **وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ** ،،، کہ قرآن نہیں سننا اور سننے کی بجائے پڑھنا ہے خواہ کچھ بھی پڑھو ایسا پڑھو کہ قرآن سننے میں نہ آئے اصل مقصود کافر کا یہ تھا کہ قرآن نہ سنو بحالیکہ پڑھنے والے پر پڑھنا فرض تھا اور ان پر سننا فرض تھا لیکن انہوں نے بھی پڑھائی شروع کر دی اور لُڑھ مچا دیا...

(۳) کافروں کا قدیم زمانہ سے پیشہ چلا آرہا ہے پڑھنے والا اپنا فریضہ ادا کر رہا ہو اور پڑھ رہا ہو خواہ تبلیغ کیلئے خواہ عبادت کیلئے تو کافر چونکہ قرآن کی آواز سننا نہیں چاہتا لہذا اسکے عین مقابلہ میں نعت خوانی، دوہڑا بازی، شروع کر دیگا یا قال قال رسول اللہ،، کی لُڑھ مچا دیگا یا کسی گویے کو تلاوت قرآن شروع کروا دیگا.. بہر کیف اصل مقصود اسکا چونکہ قرآن نہ سننا ہوتا ہے پڑھنے والے کی زبان سے اسلئے وہ کوئی سی پڑھائی شروع کر دیتا ہے تا کہ لُڑھ مچا دیا جائے اور قرآن نہ سنا جا سکے...

(۴) سننے والا اپنا دل اور کان پڑھائی کی طرف لگا دیتا ہے لیکن پڑھنے والا سن نہیں سکتا ہاں سننے والا پڑھنے والے کی پڑھائی دل میں پڑھ بھی سکتا ہے کیونکہ اصل پڑھائی تو دل کی ہوتی ہے خاموش زبان کیساتھ اسی لئے کہا گیا ہے ،، **ان الکلام لفی الفواد** ،، اسی لیے اللہ نے حکم دیا ہے کہ پڑھنے

والے کی پڑھائی سنو اور پڑھو نہیں کیونکہ اگر زبان سے پڑھو گے تو لڑ بھی ہو گی اور سن بھی نہ سکو گے ہاں سنو تا کہ دل سے پڑھ بھی سکو اور پڑھنے والے کی پڑھائی کا مقابلہ و معارضہ بھی نہ ہو وہ زبان سے پڑھے تم دل سے پڑھو۔۔

(۵) جس پر قرآن سنانا فرض ہوگا دوسرے کا قرآن سننا بھی فرض ہوگا جس پر سنانا فرض نہ ہوگا اسکی پڑھائی کا سننا بھی فرض نہ ہوگا سننا اسوقت فرض ہوگا جب پڑھنے والے پر سنانا فرض ہوگا۔۔ جسطرح جبریلؑ پر آپ ﷺ کو سنانا فرض تھا تو آپ ﷺ پر سننا فرض تھا اسی لئے اللہ نے منع فرما دیا کہ آپ ﷺ سنیں اور زبان کو پڑھنے کیلئے حرکت بھی نہ دیں،، **لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ**،، یعنی پڑھائی کیساتھ زبان سے خود نہ پڑھیں کیونکہ آپ ﷺ پر پڑھنے کی بجائے صرف سننا فرض ہے چونکہ جبریلؑ پر آپکو سنانا فرض ہے یعنی اگر آپ ﷺ بھی ساتھ ساتھ پڑھیں گے ایک تو آپ ﷺ اپنے وظیفے کیخلاف کرینگے کیونکہ آپ ﷺ کا وظیفہ سننا ہے دوسرا جبریل کی پڑھائی سے معارضہ ہو جائیگا جو فائدہ مطلوب تھا وہ حاصل نہ ہوگا۔ تیسرا آپ ﷺ میں جو لا ادری کا اندھیرا تھا وہ تو جبریل کی پڑھائی سے دور ہو رہا ہے اور وہ تب ہوگا اگر آپ ہمہ تن متوجہ ہو کر سنیں چوتھا اگر آپ سنیں گے تو دل میں پڑھ بھی سکتے ہیں نیز فرمایا،، **فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ**،، جبریل کی پڑھائی کے پیچھے خوش رہو اگر

ساتھ ساتھ پڑھو گے تو پیچھے نہیں رہو گے پیچھے رہنے کیلئے سننا ہی فرض ہوگا ..لاغیر.. کیونکہ پیچھے رہنیوالا وہی ہوگا جو گوش ہوش سے سنیگا تو دل میں پڑھائی جبریلؑ کی اترتی جائیگی جسطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تو ،، **اِسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ** ،، گوش ہوش سے جنات نے سنا تو آپکی پڑھائی ان کے دل میں اترتی گئی اور یہ فائدہ خود ساتھ ساتھ پڑھنے سے نہیں ہوگا...

نیز یہ قانون مسلم ہے کہ ایک آن میں نفس دو مستقل چیزوں کیطرف متوجہ نہیں ہوسکتا اپنی پڑھائی بھی کرے اور دوسرے کی پڑھائی پر کان بھی دھرے یہ نہیں ہوسکتا ایک کا ہوگا یا پڑھے یا سنے ہر ایک اپنا اپنا وظیفہ ادا کرے پڑھنیوالا اپنا وظیفہ پڑھائی والا ادا کرے اور دوسرا اپنا وظیفہ سننے والا ادا کرے تب فائدہ ہوگا پڑھائی سے جو فائدہ مطلوب ہوتا ہے..

ہاں پڑھنیوالا اپنی زبان استعمال کررہا ہو تو سننے والا اپنا دل استعمال کرے زبان کیساتھ پڑھیگا تو دل سے سمجھ نہیں پائیگا...

(۶) قرآن پاک میں جہاں حرف اذا ظرف کیلئے ہوکر شرط کے معنی کو متضمن ہو وہاں اسکے مدخول کا معین اور محدود وقت میں پایا جانا یقینی ہوتا ہے اور وہاں ایسی عبادت مقصود ہوتی ہے جس کیلئے وقت اور زمانہ ظرف بن رہا ہو اور مدخول اذا کا پایا جانا متیقن ہو تو وہاں شرط کے بعد اسکی جزاء کا ہونا بھی ضروری

ہوتا ہے ایسی عبادت صرف نماز ہی ہے جس میں یہ تمام شرائط پائی جاتی ہیں تو لامحالہ شرط میں سنانے والے اور پڑھنے والے کا ذکر ہوتا ہے اور جزاء کے جملہ میں سننے والوں کا ذکر ہوتا ہے...

چنانچہ اللہ نے فرمایا کہ اے مسلمانو جب ہمارا قاری محمد ﷺ پڑھائی کا فریضہ اور وظیفہ ادا کر کے تمکو سنا رہا ہو تو تم پر سننا فرض ہوگا اور زبان کو حرکت دینے کی تمکو اجازت نہ ہوگی کیونکہ ایسے مقام پر انکا وظیفہ سنانا ہوگا اور تمہارا وظیفہ سننا ہوگا،، **لَاتُحَرِّكُوْا بِهٖ اَلْسِنَتَكُمْ**،، بلکہ،، **اِسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا**،، اپنے کان اسکی پڑھائی کی طرف لگا دو اور زبان سے خاموش رہو،، **وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ**،،

فاستمعوا له وانصتوا کا معنی ہے ،، **فَاتَّبِعُوْا قُرْآنَهٗ**،، یعنی محمد ﷺ کی پڑھائی کے پیچھے پیچھے رہو اور وہ تب ہوگا کہ تم اپنی زبانوں کو حرکت نہ دو اور گوش ہوش سے صرف سنو اور یہی معنی غیر شعوری حالت میں امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں بدء الوحی کے باب میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے فرمایا،، **فاذا قرانٰه فاتبع قرآنه قال فاستمع له وانصت**،، تو معلوم ہوا کہ استمعو لہ و انصتوا سے مقصود ہوا کہ ،، **لا**

تحرکوا بالقراءۃ السنتکم واستمعوا لہ وانصتوا،، کہ جب میرا قاری محمد ﷺ پڑھائی کر رہا ہو تو اپنی زبانوں کو مت ہلاؤ بلکہ کان اسی طرف لگاؤ اور خاموشی اختیار کرو اور یہی معنی ہے پیچھے رہنے کا...

پس جب امام بخاری نے خود ہی فاستمعوا وانصتوا کا معنی **لا تحرک** اور اتباع کیساتھ کر دیا کہ قاری کی قراءۃ کے ساتھ زبان مت ہلاؤ بلکہ اسکی قراءۃ کے پیچھے رہو یعنی کان لگا کے سنو اور زبان ہلانے سے خاموش رہو تو امام بخاری کو چاہئیے کہ اپنے لکھے ہوئے کیخلاف نہ کرے....

(۷) قرآن مقدس کے انہی قواعد وآداب ہی کیوجہ سے کہ امام قاری کا وظیفہ سنانا ہے اور مقتدیوں کا وظیفہ سننا ہی ہے امام کا وظیفہ پڑھائی کیساتھ آگے نکل جانا ہے اور مقتدی کا وظیفہ اسکی پڑھائی کی اتباع کرنا یعنی پیچھے پیچھے رہنا اور خاموش رہنا ہے..

آپ ناظرین دیکھیں گے کہ خلفاء راشدین رض جنکی سنت کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی سنت فرمایا ہے اور جنکو آپ ﷺ نے **مھدیون** فرمایا ہے اور جنکی سنت کو مضبوط کر کے اتباع کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے..،، **علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ،،** وہ قطعاً امام کے پیچھے قرائت کرنے

یعنی پڑھنے کے قائل نہیں تھے ورنہ ان میں سے کوئی تو کبھی کہتا

کہ ،،**سمعت النبی ﷺ... قال النبی ﷺ... اخبرنی فلاں عن النبی ﷺ**.... کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ ،، **لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب خلف الامام**،، مگر حاشا وکلا کہ کسی ضعیف حدیث میں بھی ایسا آیا ہو...

جب ان اسلاف سے یہ ثابت نہ ہوا تو پھر سنت یہی ماننا پڑیگی کہ امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھنے کی سنت خلفاء راشدینؓ کی ہے اور جب انکی سنت یہی ہو گی تو لامحالہ آپ ﷺ کی سنت بھی یہی ہوگی کہ امام کے خلف نہ پڑھا جائے کیونکہ ،،**فعلہ وترکہ سنۃ**،، پر علماء کا اتفاق ہے اور آپ ﷺ نے انکی سنت کو اپنی سنت فرمایا

قرآن کے قانون ہی کی وجہ سے اور جلیل القدر صحابہؓ بھی مثل جابرؓ اور زید بن ثابتؓ کے خلف الامام پڑھنے کے قائل نہیں ہوئے.... بہر کیف قرآن مقدس میں اسکی تصریح ہوئی کہ پڑھنے والے کی اتباع کرنی ضروری ہے اور بقول امام بخاری اتباع کا معنی کان لگا کر سننا اور زبان کو حرکت نہ دینا ہی ہوا اور یہی قانون ایک نہیں کئی آیات میں ذکر ہوا ہے سالم الحواس عالم کو انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہ ہوگی...

بخاری محدث

لیکن امام بخاری قانون اور قاعدہ قرآن کے صریح خلاف اور اپنے لکھے ہوئے اتباع کے معنی کے خلاف روایت میں تکثیر کے شوق میں رواۃ پر کلی اعتماد کر کے فرماتے ہیں کہ جو امام کی پڑھائی کیساتھ ساتھ پڑھائی نہ کرے صرف سننے پر اکتفا کرے اسکی نماز نہیں ہوتی بلکہ اپنی کتاب جزء القراءت میں پرزور تعصب کا رنگ دکھاتے ہوئے فرماتے ہیں اور اخبار واحدہ کے متعلق ہی فرماتے ہیں ،، **قد تواتر الخبر عن رسول اللہ ﷺ** ،، یعنی امام کی پڑھائی کیساتھ پڑھائی کرنے کی حدیث متواتر ہے حالانکہ متواتر اللفظ حدیث کوئی ایک ہی حدیث ،، **انما الاعمال باالنیات** ،، سے متعلق ہی علماء حدیث نے کہا ہے اور کوئی حدیث اس صفت کیساتھ پورے ذخیرہ میں نہیں پائی گئی.. باب قائم کرتے ہیں

باب وجوب القراءۃ للامام والماموم ﴿۱/۱۰۴﴾

اور تحت الباب حدیث ،، **لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** ،، لاتے ہیں ماموم یعنی مقتدی پر بھی پڑھائی فرض کہتے ہیں جو صریحاً آداب اور قوانین کے خلاف ہے جبکہ قراءۃ صرف امام یا منفرد پر فرض ہوتی ہے اور مقتدی پر صرف سننا فرض ہوتا ہے اور پھر حدیث کے الفاظ عام

ہیں سینہ زوری سے مقتدی کو بھی اس میں داخل سمجھتے ہیں...

باب باندھنا تو چاہیے تھا، **باب وجوب القراءۃ للامام والمنفرد**، لیکن تعجب ہے امام بخاری کے صنیع پر کہ جس منفرد پر قرائت کرنا فرض تھا اسکا ذکر نہیں کیا اور جس مقتدی پر قرائت فرض کیا مسنون بھی نہیں تھی اسکو دھکا پہلی سے قرائت کرنیوالا ذکر کر دیا ہے حالانکہ بعد میں ،،**مسیء الصلوٰۃ** والی حدیث ذکر کی ہے اور اس پر قرائت فرض بتائی ہے جبکہ باب میں اسکا ذکر تک نہیں کیا..

اب ہم بخاری صاحب کے باب اور حدیث دونوں پر کچھ عرض کرتے ہیں یہ جو کہا جاتا ہے کہ نماز میں قرائت فرض ہے تو قرائت فی الصلوٰۃ سے بالاتفاق سورت فاتحہ اور اسکے ساتھ کوئی دوسری سورت کا پڑھنا مراد ہوتا ہے اگر واقعی قرائت فی الصلواۃ سے یہی مراد ہوتا ہے تو پھر معلوم ہوا کہ امام بخاری کا مذہب صرف فاتحہ خلف الامام نہ ہوا بلکہ مقتدی پر بھی اسی طرح قرائت فرض ہوئی جسطرح امام پر فرض ہوتی ہے حالانکہ اسکا قائل کوئی محدث بھی نہیں...

اور اگر قرائت مطلقہ امام اور منفرد پر ہی فرض ہے اور مقتدی پر نہیں اس پر صرف فاتحہ ہی کا پڑھنا فرض ہے تو پھر امام بخاری کا باب باندھنا ہی صاف جھوٹ ہوا کیونکہ باب تو باندھا ہے **مطلق قرائت فی الصلوٰۃ** کا حالانکہ وہ تو فرض ہے

امام اور منفرد پر ماموم کو اس میں تحکّم کیساتھ کیوں ذکر کر دیا..

نیز حدیث کے الفاظ امام اور منفرد کو تو شامل ہو سکتے ہیں جن پر قرائت مطلقہ کرنا فرض ہوتا ہے لیکن مقتدی کی طرف تو حدیث میں اشارہ تک ذکر نہیں ہے اور نہ خلف الامام کا لفظ ہی موجود ہے تو پھر خواہ مخواہ مقتدی کو اس میں شامل سمجھنے کیلئے کیا امام بخاری پر وحی نازل ہو گئی تھی کہ یہ حدیث مقتدی کو بھی شامل ہے؟

اب سنئیے کہ تحت الباب حدیث کا مطلب تو باب باندھے ہوئے کیمطابق ہی ہوگا تو پھر حدیث میں بھی قرائت مطلقہ یعنی قرائت فی الصلوۃ کا ذکر ہونا ضروری ہوگا اور معنی حدیث کا باب کے مطابق یوں ہوگا کہ ،،**لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب**،، نہیں جائز نماز اسکی جو نہ قرائت کرے ساتھ فاتحۃ الکتاب کے ..یعنی جو شخص نماز میں قراءت فاتحہ کے بغیر دوسری سورت یا آیات کیساتھ قرائت کرے اور سورت فاتحہ نہ پڑھے تو اسکی نماز جائز نہیں ہوگی..تو اس اعتبار سے بھی مقتدی خارج ہوگا اور حدیث امام اور منفرد کو ہی شامل کریگی..آخر قراءۃ الکتاب اور قراءۃ بالکتاب کی ترکیب میں کافی فرق ہے..

اب یہ معنی باب کے مطابق بھی ہوا یعنی قرائت مطلقہ مراد ہوگی اور الفاظ

حدیث کی ترکیب کے بھی مطابق ہوا کیونکہ جب کہا جائے قرائت الکتاب تو مراد ہوتا ہے صرف کتاب ہی کو میں نے پڑھا..اور جب کہا جائے قرائت بالکتاب تو مطلب ہوتا ہے کسی دوسری چیز کے ساتھ کتاب کو پڑھا...

اور یہاں دوسری چیز قرآن کی سورت یا آیات ہونگی اور مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص قرائت کررہا ہواور سورت فاتحہ کے بغیر کسی دوسری سورت کیساتھ قرائت کرے اسکی نماز جائز نہ ہوگی اعنی قرائت مطلقہ سورت فاتحہ کے بغیر نہیں ہوگی..

ثابت ہوگیا باب قرء کا صلہ جہاں،،با،،ہوگی وہاں مع کے معنی ظاہر ہونگے ..اس لحاظ سے حدیث،، **کل صلوۃ لم یقرء فیھا بام القرآن**،، الحدیث میں،**با**،بمعنی مع ہوگی کہ ہروہ نماز جس میں فاتحہ سمیت قرائت نہ کی جائیگی وہ ناقص یاباطل ہوگی تواس سے مقتدی خود بخود خارج تصور ہوگا کیونکہ مقتدی پر قرائت مطلقہ ہے بھی نہیں.

امام بخاری کی خیانت یا بھول چوک

(ا) اسی باب میں امام بخاری مسیء الصلوۃ والی حدیث ذکر کرتے ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ مسیء الصلوۃ آدمی کو نماز کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے،،**ثم اقرأ ماتیسّر معک من القرآن**،،فرماتے ہیں

حالانکہ امام بخاری نے باب باندھا ہے امام وماموم کا اور مسی ءالصلوۃ نہ امام ہے نہ ماموم بلکہ منفرد ہے۔۔

(۲) **ثم اقرأ ما تیسّر من القرآن**،، سے مراد اگر بخاری صرف فاتحہ لیتے ہیں تو نری خیانت ہے جبکہ نبی کریم ﷺ نے قطعا قرائت مطلقہ کا حکم دیا جس طرح اللہ نے نماز تہجد کیلئے قرائت مطلقہ کا حکم اباحت دیتے ہوئے فرمایا ،، **فاقرأ و ما تیسر من القرآن**،، **فاقرأو ما تیسر منه**،، فرمایا کیونکہ تہجد کی نماز میں لمبی قرائت سے مراد سورت فاتحہ تو نہ تھی بلکہ فاتحہ مع سورت طویلہ تھی لہٰذا چند آیات پڑھ لینے کی اجازت دی تاکہ نماز تہجد بھی ہو جائے اور قرائت مطلقہ بھی ہو جائے۔۔

(۳) امام بخاری نے عطاء ابن یسار سے ایک حدیث ذکر کی ہے کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے زید بن ثابت سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے سورت نجم آپ ﷺ کو پڑھ کر سنائی تو آپ ﷺ نے نہ خود سجدہ کیا نہ مجھ کو سجدہ کا حکم دیا ،، **انه قرء علی النبی ﷺ والنجم فلم یسجد فیھا**،، **۱/۱۴۱ ابواب سجود القرآن**۔۔

حالانکہ اس روایت میں خیانت نہیں تو چوک ضرور گئے ہیں کیونکہ اسی اسناد کیساتھ عطاء بن یسارؒ نے ،، **سأل زید ابن ثابت عن القراءة**

مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شئیٍ،، زید بن ثابتؓ سے قرائت خلف الامام سے متعلق ابن یسار نے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا قطعاً جائز نہ ہے اسکے بعد زید بن ثابتؓ نے از خود ہی یہ کہہ دیا کہ میں نے سورت نجم آپ ﷺ کو سنائی تو اس میں نہ آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور نہ مجھے حکم دیا،، **زعم انہ قرأ علی النبی ﷺ والنجم فلم یسجد فیہا،،(مسلم ۲۱۵ ونسائی ۱۵۲)**

ابن یسار نے سجدہ کے متعلق نہیں پوچھا تھا سجدہ نہ کرنے کا ذکر تو از خود زید بن ثابت نے ہی کر دیا.. ابن یسار نے زید بن ثابتؓ سے قرأت خلف الامام کے متعلق پوچھا تھا جس کا جواب انہوں نے دیا کہ ،، **لا قراءۃ مع الامام فی شئیٍ،،** لیکن امام بخاری چونکہ خلف الامام قرائت کا قائل تھا اسلئے عمداً اس سوال و جواب کا ذکر اس حدیث سے اڑا دیا اور کچھ کا کچھ بیان کر دیا پڑھنے والوں کو یہ باور کرایا کہ ابن یسار نے زید بن ثابت سے سجدہ نجم کے متعلق سوال کیا تھا مسلکی تعصب یہاں تک ایک محدث جلیل کو لے گیا کہ حدیث کا نقشہ بھی بدل کر رکھ دیا...

﴿٤٦﴾ قرآنِ مقدس

قرآن مقدس کی ایک سورت ہے جو اخلاص کے نام سے مشہور ہے

یعنی،، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ،، اسی سورت سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ سورت اخلاص،، تعدل ثلث القرآن،، کہ سورت اخلاص پورے قرآن کی تہائی کے برابر ہے...

بخاری محدّث

لیکن امام بخاری جن کا شغل روایات جمع کرنا اور اپنی کتاب کو مسند اور صحیح ثابت کرنا تھا انہوں نے راویوں کی روایت کا پس و پیش دیکھے بغیر اور قرآن کے تناظر میں روایت کو پرکھنے کی بجائے صرف درج کتاب کرنے کو ہی بہتر سمجھا وہ سورۃ اخلاص کا حلیہ کچھ اور ہی بتاتے ہیں

،، قال النبی ﷺ ایعجز احدکم ان یقرء ثلث القرآن فی لیلة فشق ذالک علیھم قالوا اینا یطیق ذالک یا رسول الله فقال،، الله الواحد الصمد ثلث القرآن،، یعنی قل ھو اللہ احد اللہ الصمد الخ کی بجائے سورت اخلاص یوں ہے ،، اللہ الواحد الصمد،، اور یہی ثلث القرآن ہے لاحول ولا قوة

﴿بخاری ۵۰۔ کتاب فضائل القرآن﴾

﴿۴۷﴾ قرآن مقدس

قرآن پاک کی سورت نساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ،فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا، ، یہ آیت ان لوگوں کیخلاف نازل کی گئی جو مدینہ سے باہر مختلف قبائل میں سے مسلمان ہو گئے تھے ان سے کہا گیا تھا کہ وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آجاؤ تا کہ اسلام کو اچھی طرح سمجھ لو اور صحیح معنوں میں اسلامی زندگی جان جاؤ مگر ان نو مسلم لوگوں نے اس حکم کی عمداً تعمیل نہ کی ادھر سیاسی اور جنگی ضرورت کے تحت ان قبائل کو سزا دینے کی ضرورت بھی تھی جن میں یہ اکا دکا نام نہاد مسلمان رہ رہے تھے تو ان مسلمانوں کیساتھ کیا معاملہ کیا جائے اس میں اختلاف ہو گیا کہ ہجرت نہ کرنے کیوجہ سے انکو بھی پورے قبیلے کی طرح قتل کر دیا جائے یا نہ..تو بعض صحابہؓ کا خیال تھا کہ آخر وہ مسلمان تو ہیں نا اسلیئے انکو قتل نہ کیا جانا چاہیئے اس اختلاف کو دور کرنے کیلئے آیات نازل فرما کر اللہ نے فرمایا اے مسلمانو تمکو کیا ہوا کہ منافقین کے متعلق تم دو گروہ بن گئے ہو حالانکہ اللہ نے انکی بدعملی کیوجہ سے انہیں اوندھے منہ گمراہی میں گرا دیا ہے یعنی اللہ نے فیصلہ فرما دیا کہ ایسے نام نہاد مسلمان قطعاً منافق ہیں جن کا نفاق ظاہر ہو گیا ہے کہ

ہجرت کرنے کا حکم بھی انہوں نے نہیں مانا... اس آیت کے متصل بعد اللہ نے انہی منافقوں کے بارے فرمادیا، ،وَدُّوْ لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ، یعنی ان منافقین کی آرزو ہے کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہو گئے اسطرح تم سب برابر ہو جاؤ (اور سب کے سب تم گمراہی کی غار میں جا گرو پس یہ منافقین تمہارے بدخواہ ہیں)

لہذا تم اہل ایمان ان میں سے دوست نہ بنانا یہاں تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کریں.....

مطلب یہ تھا کہ ان قبائل کیساتھ قتل وقتال ہو تو ان نام نہاد مسلمان منافقوں کا بھی صفایا کر دینا کیونکہ انہوں نے اسلام ظاہری کے باوجود اللہ کے رسول کا فرمان کہ ہجرت کر کے مدینہ آجاؤ نہیں مانا اسی لئے، ،حتی یھاجروا، ، کی قید لگائی تھی.....

بخاری محدث

لیکن اخباری آدمی کا مطمع نظر چونکہ روایات جمع کرنا ہوتا ہے قرآن پاک کی بصیرت حاصل کرنا انکا شغل نہیں ہوتا اسی لئے امام بخاری نے بڑے وثوق کیساتھ ایک روایت درج کتاب کر کے قرآن کے صریح خلاف عدی بن

ثابت کٹر رافضی پر اعتماد کرلیا ہے اور فرمایا کہ یہ آیات منافقین مدینہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کے متعلق نازل ہوئی ہیں.. امام بخاری نے قرآن دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی ورنہ ،،**حتی یھاجروا فی سبیل اللہ**،، ببانگ دہل کہہ رہا ہے کہ مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آنیوالے باہر کے لوگ ہونگے خود مدینہ کے منافق کا ہجرت کرنا کیا تک بنتا جبکہ ابن ابی وغیرہ تو مدینہ ہی کے رہنے والے تھے وہ کہاں ہجرت کرتے..

نیز مدینہ کے منافقین کے متعلق تو مسلمان ایک ہی رائے رکھتے تھے قطعا اختلاف تھا ہی نہیں...

لما خرج النبی ﷺ الی احد رجع ناس ممن خرج معه و کان اصحاب النبی ﷺ فرقتین فرقة تقول نقاتلهم وفرقة تقول لا نقاتلهم فنزلت فمالکم فی المنافقین فئتین،، الایة(۸۵۰ غزوہ احد)

حالانکہ یہ ساری داستان ہی جھوٹی بنائی ہے لعنتی راویوں نے امام بخاری بھی انکے تعاقب کی بجائے ان پر اعتماد کر بیٹھے ابن ابی جو تمام اپنے ساتھیوں سمیت راستہ سے ہی واپس مدینہ بھاگ آئے تھے ان سے متعلق تو صحابہ کرام ایک ہی رائے رکھتے تھے اختلاف کا کیا معنی..نیز انکو ہجرت کا حکم کہاں سے

اور کس شہر کیلئے ہوتا جبکہ وہ تو خود مدینہ میں سکونت رکھتے تھے...

﴿۴۸﴾ قرآنِ مقدس

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ،

یہ پوری آیت سابقہ آیت پر معطوف ہے اور دونوں آیتوں میں مال فئی کے مصرف کا بیان ہے کہ ضرورت مند مہاجرین اور ضرورت مند انصار اس مال کا مصرف ہیں اور یہ دونوں آیات سورت حشر کے پہلے رکوع میں سے ہیں ان دونوں آیتوں کا نزول بھی سابقہ آیات کیساتھ ۴ھ میں یہود بنی نظیر کو جلاوطن کر دینے کے یکبارگی ہوا تھا ان میں سے کسی آیت کے ٹکڑے کیساتھ اور کسی قصہ کا تعلق نہ ہے اور نہ ہی کوئی قصہ ان آیات میں سے کسی کا پس منظر اور شان نزول ہے...

بخاری محدث

لیکن داد دیجئے امام بخاری کی قرآن دانی کی کہ وہ اپنی صحیح میں ابو حازم اشجعی اور اس ایسے افسانہ گو راویوں پر اعتماد کر کے بے لگان ایک قصہ کو آیت کے

ایک ٹکڑے ،،ویؤثرون علی انفسھم،، کا شان نزول قرار دیتے ہیں قرآن کا پس وپیش دیکھے سوچے بغیر روایت پذیری کا وطیرہ ہی پورا کرتے ہیں. حالانکہ یؤثرون علی انفسھم،، مستقل آیت نہیں آیت کا ایک حصہ ہے جسے آپ دیکھ چکے ہیں اور جس آیت کا ٹکڑا ہے وہ آیت بھی پہلی آیت پر معطوف ہے اور یہ ٹکڑا خود ،،یحبون من ھاجر ،، پر معطوف ہے اور صرف معطوف حصہ کا نزول جبکہ اسکے معطوف علیہ میں زمانہ کا بعد ہو کس طرح ہو سکتا ہے...

مقصد آیات کا کچھ تھا لیکن امام بخاری نے آیت کی تقطیع کر کے ہر ٹکڑے کو الگ کر کے مضمون قرآن کو منتشر کر دیا ہے..

صحیح بخاری ۵۳۵ کتاب المناقب میں وہ قصہ ذکر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کے ایک مہمان کو ایک صحابی میزبان بن کر لے گیا وہ میاں بیوی دونوں چراغ بجھا کر خالی چبکارے مارتے رہے کہ گویا وہ بھی کھا رہے ہیں اس طرح مہمان نے سیر ہو کر کھا لیا صبح کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کو جو تم نے کیا ہے اس پر اللہ نے ،،یؤثرون علی انفسھم،، آیت کا ٹکڑا نازل فرما دیا ہے. **لا حول ولا قوہ الا باللہ**

﴿۴۹﴾ قرآن مقدس

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی نے رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا تھا کہ جنات کے ایک گروہ نے بڑی توجہ کیساتھ قرآن سنا ہے اور وحی حق نے یہ بھی بتایا اس گروہ نے جا کر اپنی قوم سے یہ ذکر بھی کیا اور یہ تصریح سورۃ الجن کے پہلے رکوع میں اور سورت احقاف کے چوتھے رکوع میں ہے ،،قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا،،......

بخاری محدث

لیکن امام بخاری راویوں کے چکر میں پھنس کر فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو جنات کے آکر قرآن سننے کی اطلاع ایک درخت نے دی تھی.

.لا حول ولا قوۃ،،حدثنی ابوک یعنی عبد اللہ انہ اذنت بھم شجرۃ،، ﴿۵۴۴ کتاب المناقب﴾

حالانکہ بخاری نے باب ذکر الجن وقول اللہ تعالیٰ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن،، غیر شعوری حالت میں لکھ بھی دیا ہے لیکن پھر بھی توجہ درخت والی روایت پر مرکوز رکھی اور اسکی تردید نہ کی بلکہ دوسری روایات کی طرح اسکو بھی کتاب کی زینت بنا دیا....

﴿۵۰﴾ قرآنِ مقدّس

اللہ تعالیٰ نے معزور لوگوں کے علاوہ جہاد نہ کرنے والوں پر جہاد کرنیوالوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا،، لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِیْنَ،،

،،یعنی آیت میں غیر اولی الضرر بھی نازل ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو پڑھ کر سنایا تھا تو معذور بھی سمجھ گئے اور انکو تسلی بھی ہو گئی....

بخاری محدّث رب کی شان میں گستاخی

لیکن بخاری صاحب قرآن کی عبارت سے سخت بے اعتنائی کرتے ہوئے کئی مرتبہ اپنی کتاب میں ٹانک دیتے ہیں کہ آیت میں،، غیر اولی الضرر،، پہلے نازل نہیں ہوا تھا۔ ابن ام مکتوم کے کہنے پر اللہ کے رسول ﷺ نے ازخود آیت میں لکھوا دیا **لا حول ولا قوۃ**

زید بن ثابتؓ،، **لایستوی القاعدون من المؤمنین** لکھ چکے تھے تو ابن ام مکتوم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں معذور ہوں ورنہ جہاد کیلئے تو دل مچلتا ہے کیا کروں تو اسوقت اللہ کے رسول ﷺ نے،، **غیر اولی الضرر**،، خود لکھوا دیا اور فرمایا اللہ نے اب یہ نازل کر دیا ہے

،،لما نزلت لا یستوی القاعدون من المؤمنین،،فدعا رسول اللہ ﷺ زیدا فجاء بکتف فکتبها وشکی ابن ام مکتوم ضرارته فنزلت لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر ﴿،،۳۹۷ کتاب الجهاد﴾

یہ حال ہے بخاری کا کہ اللہ سے متعلق وہ فعل منسوب کیا ہے جو بندوں سے ہی ہوسکتا ہے کہ پہلے بھول جاتے ہیں بعد میں یاد آجاتا ہے یا نظر ثانی کرنے سے غلطی ظاہر ہو جاتی ہے..یہ اللہ سے کسطرح ہوسکتا ہے کہ پہلے اپنے نبی ﷺ پر کچھ اتارے پھر بعد میں رہا ہوا لفظ اتار دے..لاحول ولا قوة الا باللہ

﴿۵۱﴾قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس کا اصل موضوع اللہ کی سورو پکار ہے اللہ سے دعا کرنا اور اللہ کو بلانا ہی مومن کا ہتھیار ہے اللہ سے دعا کرتے ہوئے اور اسکا ذکر کرتے ہوئے چیخنا چلانا اور جہر کرنا یہ شانِ الوہیت میں سخت بے ادبی ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،،لا تدعون اصم ولا غائب جب زور زور سے تکبیر کہی اصحاب ؓ نے اور اللہ کریم نے دعا کیلئے تاکید کیساتھ فرمایا،،اُدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْیَةً...وَادْعُوْهُ خَوْفًا

وَطَمَعاً،، پوری خشیت اور خوف کیساتھ اسکو بلاؤ اور پوری زاری اور آہستہ اسکو پکارو اور صبح وشام اسکو بلاؤ تو دون الجہر بلاؤ یہ اللہ پر صحیح ایمان کی علامت ہے...

بخاری محدّث

لیکن بخاری محدث نہ تو قرآن مقدس کی نصوص کی پرواہ کرتے ہیں کہ اونچی آمین یہ آیت کے نزول سے پہلے کہی گئی ہے یا نزول آیت کے بعد بھی آمین بالجھر کی اجازت ہے یا نہ حالانکہ اپنے لکھے ہوئے کی پرواہ بھی نہیں کرتے کہ میں خود تو لکھ آیا ہوں کہ ،، **قال عطاء آمین دعآء**،، ﴿۱۰۷﴾ جب آمین دعا ہے اور اس پر تمام علماء حدیث کا اتفاق ہے تو پھر جہر سے دعا کرنا کیا قرآن کی آیت کے خلاف نہیں ہے؟

حالانکہ باب تو باندھتے ہیں **جهر بالتامین** کا لیکن تحت الباب حدیث سے آمین کا جہر ثابت ہی نہیں ہوتا مطلق آمین کہنا اور وہ بھی امام سے ثابت ہوتا ہے...

﴿۵۲﴾ قرآنِ مقدّس

قرآن مقدس کا بیان ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع اگر نہ ہو تو نماز نہیں ہوتی اور جو خشوع سے وہ نہ تو اپنے بدن اور کپڑے پر نظر رکھ سکتا ہے اور نہ دائیں

بائیں التفات فی الصلوۃ کرسکتا ہے..،،**الذین ھم فی صلوتھم خاشعون**،،ان متقین کی صفت ہے اور خشوع قلبی کا علم بھی سوائے اللہ کے اور کسی کو نہیں ہوسکتا...

دوسرا مسئلہ قرآن یہ بیان کرتا ہے کہ پس پردہ غیب جاننے والا صرف اللہ کی ذات ہے ،،**لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر**،، صرف اللہ کی ذات ہے اور خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا،،**ما اعلم ما وراء جداری**،، جبکہ آپ ﷺ کی اونٹنی پس پردہ ہوگئی تھی...بہر کیف قرآن کی نصوص کثیرہ ہیں کہ غائبانہ دیکھنے جاننے والی ذات باری تعالی ہی ہے...

بخاری محدث

لیکن امام بخاری راویوں پر کلی اعتماد کر کے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی پیٹھ مبارک کے پیچھے اپنے مقتدیوں کے خشوع کو بھی انکے دلوں میں دیکھ لیتے تھے اور انکے رکوع اور سجود کو بھی اچھی طرح دیکھا کرتے تھے حالانکہ آپ ﷺ قبلہ رخ ہوا کرتے تھے اسکے باوجود اپنی پیٹھ پیچھے کے حالات اقتدا کرنے والوں کو خوب دیکھا کرتے تھے ..لاحول ولاقوۃ الاباللہ..

،،ھل ترون قبلتی ھھنا واللہ ما یخفی علی رکوعکم

ولا خشوعکم وانی لا اراکم وراء ظھری........ فواللہ انی لاراکم من بعدی........ وربما قال من بعد ظھری اذا رکعتم وسجدتم،، ﴿۱۰۲/۱﴾

اگر پیچھے مڑ کر دیکھتے تو التفات فی الصلوۃ حرام تھا اور اگر پس پردہ دیکھتے تھے تو پھر عالم الغیب ماننا پڑیگا ورنہ کیا مطلب ہوگا؟

﴿۵۳﴾ قرآن مقدس

قرآن مقدس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ کی کوشش اور محنت ومنت کے باوجود ابوطالب کفر پر اڑا رہا اور کفر پر ہی مرا اور اللہ نے،، انک لا تھدی من احببت،، آیت بھی اسی کے کفر پر نص فرمائی اور پھر آئندہ ہمیشہ کیلئے آپ ﷺ کو کسی بھی قریبی کیلئے سفارش سے منع کر دیا،، ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ،، اور ،،انک لا تھدی ، ،آیت میں اللہ نے ہر کافر سے ہر قسم کے نفع دینے سے آپ ﷺ کو مایوس فرما دیا......

بخاری محدّث

لیکن امام بخاری کہتے ہیں کہ ابوطالب جو کفر قبیح پر مرا تھا وہ آپ ﷺ کی وجہ سے اگرچہ ایمان نہیں لایا تھا لیکن آپ ﷺ ہی کی وجہ سے عذاب کبیر سے بچا

لیا گیا ..لاحول ولا قوۃ الا باللہ جس کیساتھ ایمان لانیکی وجہ سے بچایا جانا تھا اسی کیساتھ کفر کرنے کی وجہ سے بھی بچالیا گیا ،،**ما اغنیت من عمک فانه کان یحوطک ویغضب لک قال هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار،،۵۴۸ کتاب المناقب،،**

فرمایا میری وجہ سے وہ آگ کے چشمہ میں ٹخنوں تک ہے ورنہ درک الاسفل میں ہوتا۔ابو سعیدؓ کی طرف منسوب روایت میں تو یہ تھا کہ دن قیامت میں اسکی شفاعت کرونگا مگر اس میں یہ کہ اسکی عذاب کبیر سے نجات ہو چکی ہے

..لاحول ولا قوۃ الا باللہ..

حالانکہ جتنے احسانات آپ ﷺ نے ابو طالب پر کیے تھے انکا عشر عشیر بھی ابو طالب نے نہ کیے تھے حتی کہ ابو طالب نے تو آپ ﷺ کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے بھی انکار کر دیا۔بحالیکہ آپ ﷺ نے اس پر اپنا کمایا ہوا مال بھی بے دریغ خرچ کیا تھا حتی کہ بکریاں چرا چرا کر بھی ابو طالب کی خدمت کی مگر اس سب کے باوجود کفر پر اڑا مر گیا...

﴿٥٤﴾ قرآن مقدس

سورت ہود میں پارہ ۱۱ کی آخری آیت ہے،، اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ،، جب رسول اللہ نے مکہ میں اعلان رسالت فرمایا اور لوگوں کو دعوت حق دی تو اہل مکہ پر لازم تھا کہ آپ ﷺ سے ملکر دین حق کو سمجھنے کی کوشش کرتے لیکن بجائے اسکے انہوں نے فرار کا راستہ اختیار کیا چند لوگ بیٹھے ہوئے اگر محسوس کر لیتے کہ محمد ﷺ ہماری طرف آرہے ہیں تو وہاں سے منتشر ہو جاتے کسی گلی راستہ میں آپکو دیکھتے تو کترا جاتے اس ڈر سے کہ آپ ﷺ قرآن سنانے لگیں گے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ سینے موڑ کر اللہ کے رسول ﷺ سے کترا جاتے ہیں اور آپ کی نگاہوں سے اوجھل ہو بھاگتے ہیں اللہ کی نظر سے تو اوجھل نہیں ہو سکتے ہو سکے تو اللہ سے چھپ کر دکھائیں وہ تو ہر حال میں انکو دیکھ رہا ہے انکی ہر چھپی چیز سے آگاہ ہے جو بات سینوں کے زندان میں محبوس ہو جو زبان پر نہ آئی ہو اسکو بھی خوب جانتا ہے یہ ہے آیت کا مطلب جس میں ،، لیستخفوا ،، امر غائب کا صیغہ ہے۔۔

بخاری محدث

اب آپ دیکھیں کہ امام بخاری نے ابن جریج کے طریق سے آیت کی جو درگت بنائی ہے ملاحظہ کریں اور قرآن کی آیت ،، یثنون صدورھم ، کو ،، یثنونی صدورھم ،، روایت کرنا بھی دیکھیں کہ امام بخاری کی قرآن کی طرف کس قدر توجہ تھی فرماتے ہیں ،، اناس کانوا یستحیون ان یتخلوا فیفضوا الی السماء وان یجامعوا نسآء ھم فیفضوا الی السماء فنزل ذالک فیھم ،، (۶۷۷ سورۃ ھود) یعنی کچھ لوگ پاخانہ کرتے یا بیویوں سے جماع کرتے ہوئے ستر کھولنے کی وجہ سے شرماتے تھے کہ آسمان سے اللہ ہمکو ننگا دیکھے گا شرم وحیا کیوجہ سے انکے سینے بل کھاتے تھے یہ آیت انکے بارے نازل ہوئی ہے ،، لا حول ولا قوۃ الا باللہ ،،

دیکھیے آیت میں تحریف لفظی کے علاوہ تحریف معنوی کتنی بے دردی سے کی گئی ہے اور منسوب کی گئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف ... حالانکہ بخاری کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ قرآن کا لفظ یثنون ہے نہ کہ یثنونی ہے اور امام بخاری کے ہاتھ کیا آیا سوائے اسکے کہ قرآن فہمی کی راہ میں رکاوٹ کا دروازہ کھول دیا....

خاتمہ اعتزار

جز اول یہاں ختم ہوتی ہے انشاء اللہ العزیز جز و دوم بھی ھدیہ ناظرین کرینگے بتوفیق ذی الحلال والاکرام....اس میں شک نہیں کہ امام بخاری کی کتاب الصحیح البخاری کو جو عوام وخاص میں پذیرائی حاصل ہے اور جو دقائق حدیثیہ انہوں نے ذکر کیے ہیں وہ من جملہ واقعی بشرط تصدیق علماء حدیث آخرین صحیح ہیں اور وہ دین کی خدمات کی ایک عظیم کڑی ہیں انکا انکار حدیث رسول اللہ ﷺ کے انکار کے مترادف ہے اگرچہ من کل الوجوہ بخاری کو اصح تو رہا در کنار صحیح کہنا بھی مشکل ہے جس کا قدرے نمونہ آپ دیکھ رہے ہیں.. ہمارے خیال میں امام بخاری کی قدر و جلالت کو بار آور نہ دیکھنے کیلئے منافق قسم کے لعنتی راویوں نے یہ ساری تخریب کاری کی ہے اور معصوم عن الخطاء تو امام بخاری بھی نہ تھے لہذا امام بخاری کو مطعون کرنے کی بجائے یہ سارا طعن رواۃ پر آتا ہے جو اکثر قرآن فہمی سے کورے تھے یا بد باطن ہونیکی وجہ سے امام صاحب کی قدر و قیمت میں خسارہ کے باعث بنے ورنہ فی نفسہ بخاری صاحب جلیل القدر اور بڑے پائے کے محدث اور متدیّن عالم تھے اللہ کریم ہم سبکو قرآن فہمی اور قرآن عملی پر قائم رکھے..آمین

توحیدی احباب کیلئے خوشخبری

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بہت تھوڑے عرصے میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے مسجد علیؓ کے نام سے ایک مرکز قائم ہو گیا ہے، اسی طرح تمام ملک سے توحیدی ساتھیوں کی خواہش ہے، کہ ہمارا بچیوں کیلئے بھی ایک بے مثال ادارہ ہونا چاہیئے، کیونکہ ماں کی گود بچے کیلئے پہلی درسگاہ ہوتی ہے اور اگر اس درسگاہ سے بچے کو توحید والا سبق ملے گا تو وہ بچہ ضرور توحید کی خدمت سرانجام دیگا اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اس ماں کو توحید سکھلائی جائے اور اسکی تربیت کا انتظام کیا جائے، اسکے لیے آپ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ مسجد علیؓ کے متصل جامعہ کیلئے کچھ زمین خریدی جا چکی ہے اور باقی کچھ زمین اور تعمیر کا کام باقی ہے تقریباً یہ تمام اخراجات پچاس لاکھ روپیہ بنتے ہیں اس لئے تمام مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ جلد از جلد دامے درمے سخنے تعاون فرمائیں کہ اس مرکز کا کام جلد از جلد مکمل کر کے تعلیم کا سلسلہ جاری وساری کیا جا سکے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص سے توحید وسنت کا کام کرنے کی توفیق دے،

جزاك الله خيرا احسن الجزاء.

مرکزی اشاعت التوحید والسنّت کے

اغراض ومقاصد

(۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پر سچے دل سے ایمان رکھنا، یعنی اسکے نزدیک واقعۃً صرف ایک الٰہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور بس، اسکے علاوہ کوئی بھی الٰہ نہیں ہے، اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں،

وضاحت

پہلے جز لا الٰہ الا اللہ، کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں ہے، اسکے سوا مافوق الاسباب کوئی، عالم الغیب، حاضر وناظر، نافع وضار" نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی نبی، ولی، کارساز ہے نہ حاجت روا ہے، نہ کوئی ایسا ہے جس پر انسان بھروسہ اور توکل کرے، یا اس سے امیدیں وا

بستہ کرے، یا دعا مانگے، اور مدد کیلئے پکارے، اور یہ سمجھے کہ وہ قضائے الٰہی کو ٹال سکتا ہے،

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکائے کسی کی پرستش نہ کرے، اسکے سوا نذر و منت کے لائق کسی کو نہ جانے، اور غیر اللہ کے بارے یہ عقیدہ نہ رکھے کہ مافوق الاسباب وہ اسکی پکار سن سکتے ہیں، خواہ انبیاء ہوں، خواہ اولیاء، یا فرشتے ہوں

نتیجہ

یہ نکلا کہ مندرجہ بالا تمام صفات اللہ تعالیٰ ہی کیلئے مختص ہیں، اگر کوئی شخص ان صفات کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں تسلیم کرتا ہے تو وہ شخص بنیادی عقیدہ توحید سے محروم ہے، اور مشرک ہے،

چونکہ شرک فی السمع اور شرک فی العلم کی بیماری عام ہے، اسلئے اسکی تشریح کرنا ضروری ہے، عقیدہ توحید میں یہ بات مسلم ہے، کہ بلا اسباب دور اور نزدیک سے ہر ایک کی ہر بات کو سننے

والہ، اور اسکی حاجت کو جاننے والہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے،

لہٰذا اگر اسنے یہ عقیدہ رکھا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرامؒ فوت ہو جانے کے بعد دور یا نزدیک سے اسکی بات کو سنتے ہیں، یا جانتے ہیں، یا فرشتے عالم غیب سے اسکی پکار کو سنتے ہیں، یا انکی حالت سے باخبر ہیں،

یا یہ عقیدہ رکھا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا خصوصاً حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہر پڑھنے والے کا درود و سلام سنتے ہیں (خواہ دور سے یا عند القبر) تو ایسا عقیدہ رکھنے والے نے شرک فی السمع کا ارتکاب کیا ہے، اور قرآن حکیم کی نصوص قطعیہ کا انکار کیا ہے، لہٰذا ایسا شخص کافر و مشرک ہے،

نیز جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق میں سے کسی نبی، ولی، فرشتہ، جن، وغیرہ کو عالم الغیب، حاضر و ناظر، مختار کل، اور متصرف فی الامور سمجھے، اور انبیاء علیہم السلام کی بشریت کا مطلقاً انکار کرے،

یا عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرے، یا ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری کا انکار کرے، تو ایسا شخص زندیق ہے، اور ایسے شخص کا ذبیحہ بھی حرام ہے،

نیز جادو ٹونہ اور تعویذ کو مؤثر بالذات سمجھنے والہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور مروجہ تعویذ وغیرہ کے نام پر کاروبار خلاف شرع ہو کرنا جائز ہے

نیز حضرت امام ابوحنیفہؒ اور علامہ ابوبکر جصاصؒ اور استاذ علامہ ابو اسحاق اسفرائینی شافعیؒ اور علامہ ابن حزمؒ کے نزدیک سحر کی حقیقت شعبدہ، نظر بندی، اور فریب خیال کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، بلاشبہ وہ ایک باطل اور بے حقیقت شے ہے، جیسا کہ مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ نے قصص القرآن ۱/۲۲۳ پر تفصیل کی ہے، اس لحاظ سے جادو والی روایات خلاف قرآن اور توہین رسالت پر مبنی ہیں،

۲ کلمے کی دوسری جز یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان اور افضل البشر ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ظلی یا بروزی نبی پیدا نہ ہوگا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ تمام انبیاء کرام سے برتر و بالا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام زندگی اور اسلامی احکامات کو ماننا ضروری اور فرض ہے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور واجب الاطاعت ہیں، اس امر واقع کو جاننے اور تسلیم کرنے سے یہ لازم آتا ہے، کہ ہر آدمی اس تعلیم اور ہر اس ہدایت کو بے چون چرا قبول کرے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو، اور رسول خدا کے سوا کسی کی مستقل بالذات پیشوائی یا رہنمائی تسلیم نہ کرے، ہر دوسرے کی پیروی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہو، نہ کہ ان سے آزاد اور زندگی کے ہر معاملہ میں خدا کی کتاب اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو حجت اور سند قرار دے، اور اسے حل کرنے کیلئے اس

سر چشمہ ہدایت کی طرف رجوع کرے

چونکہ باب رسالت کی تکمیل صحابہ کرامؓ کے بغیر ناممکن ہے، اور دین کا تمام ڈھانچہ صحابہ کرامؓ کی وساطت سے ہم تک پہنچا ہے، اسلئے تمام صحابہ کو معیار حق سمجھتے ہوئے تمام کو عادل اور تنقیص سے بالاتر سمجھے،

اپنی زندگی کو رسومات اور بدعات سے بچاتے ہوئے خلفاء راشدینؓ کو مشعلِ راہ بنائے، چونکہ قرآن وحدیث اور صحابہؓ کے قول وعمل سے اجتھاد فی المسائل ثابت ہے، اور اہل العلم والفقہ کی تقلید کی ترغیب دی گئی ہے، لہٰذا فقہ کے چاروں مسالک کو حق جانتے ہوئے حضرت امام ابوحنیفہ نعمانؒ بن ثابت کے مسلک کی پیروی کو راجح جاننا اور اسکی ترویج کرنا، اور فروعی نزاعات کو زیادہ اہمیت نہ دینا،

۳ مقصد زندگی کو قرآن مقدس کے مطابق اور طرز زندگی کو

سنت مطہرہ کے مطابق بنانے کی پیہم کوشش کرنا،

﴿۴﴾ اس دین کی اشاعت وترویج کرنا، جس کی بنیاد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، اور جسے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے بامِ عروج تک پہنچایا،

﴿۵﴾ ہر فرد ملت کے اندر جذبہ پیدا کرنا، کہ اسکے پیش نظر ہر وقت یہی اصول ہو، کہ حکومت ہو یا عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے زیبا ہے اور بس،

﴿۶﴾ بنی نوع انسان کی اصلاح کیلئے اور اپنی زندگی کو مکمل بنانے کیلئے اپنے پیش نظر یہ پروگرام رکھنا کہ بندوں کو بندوں کی غلامی اور عبادت سے نکال کر بندوں کے رب کی غلامی اور عبادت کی طرف لے آنا،

﴿۷﴾ پاکستان کی سالمیت اور اس میں اسلامی نظام کیلئے جدوجہد کرنا، اور ایسا ماحول بنانا جو اسلامی نظام کیلئے سازگار ہو،،

شعبہ تالیف

دفتر

مرکزی اشاعت التوحید والسنت
جامع مسجد علیؓ عقب گورنمنٹ
ہائی اسکول کھیالی بائی پاس چوک

گوجرانوالہ

ہر قسم کی معیاری پرنٹنگ اور کمپیوٹر کمپوزنگ
کیلئے تشریف لائیں جماعت کے احباب
کیلئے خصوصی رعایت اور ریٹ تمام ملک
سے کم

دفتر

مرکزی اشاعت

التوحید والسنت

مسجد جامع علیؓ جامعہ

معاویہؓ نور القرآن عقب

گورنمنٹ ہائی اسکول کھیالی بائی پاس

گوجرانوالہ 03066659390

عظیم خوش خبری

عنقریب افتتاح دفتر

مرکزی اشاعت التوحید والسنت

گوجرانوالہ ✿ مسجد جامع علیؓ عقب

گورنمنٹ ہائی اسکول کاشف پارک کھیالی

بائی پاس گوجرانوالہ ✿ سے انٹرنیٹ پر تمام نئی و

پرانی آڈیو ویڈیو تقاریر آپ گھر بیٹھے سن سکتے ہیں

نیز جو تقاریر آپ کو ضرورت ہوں آپکو دفتر ہذا سے

مل بھی سکتی ہیں اس معاملہ میں تمام ساتھی تعاون

فرمائیں جزاک اللہ 03066659390

مرکزی اشاعت التوحید والسنۃ کی عظیم دینی درسگاہ

مدرسہ جامعہ معاویہؓ نور القرآن

جامعہ میں حفظ وناظرہ ترجمہ وتفسیر بڑی محنت سے پڑھائی جاتی ہے۔
اس سال سے درجہ کتب کا اجراء بھی کیا گیا ہے۔ نیز مقامی بچیوں کو بھی تفسیر
احسن انداز سے پڑھائی جاتی ہے تفسیر القرآن امام انقلاب

علامہ **احمد سعید خان** ملتانی

کی طرز پر پڑھائی جاتی ہے مذاہب باطلہ کا رد بھی کرایا جاتا ہے

تمام جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ دامے درمے سخنے قدمے جامعہ سے
تعاون فرما کر جماعتی ہمدردی کا ثبوت دیں۔

جزاکم اللہ خیرا

پرنسپل استاذ القراء
قاری نور محمد علوی

مدرسہ جامعہ معاویہؓ نور القرآن

جامع مسجد علیؓ کاشف پارک عقب گورنمنٹ ہائی سکول کھیالی بائی پاس گوجرانوالہ 0306-659390

Design By Al Falah Ad. 042-7234218